ماخوذ از روضۃ الازھار اردو شرح شرح معانی الآثار

مسائلِ وتر

مصنف و محقق حضرت مولانا نیاز احمد اوکاڑوی صاحب مدظلہ





ناشر:
نعمان سوشل میڈیا



بَابُ الْوِتْرِ

باب: وتروں کا بیان

رکعات وتر اور اختلاف مذاہب:

وتر کی رکعات کتنی ہیں؟ اس سلسلے میں ائمہ مجتہدین میں اختلاف پایا ہے۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وتر تین رکعت ہیں۔امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔(دیکھئے :مؤطا مالک :ص ۴۴،احکام الاحکام لابن دقیق العید : ج۱ص ۹۵)۔امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وتر ایک رکعت سے لے کر گیارہ رکعات تک درست ہیں۔

وتر کی احادیث میں تطبیق:

رکعاتِ وتر کے متعلقہ احادیث مختلف پائی جاتی ہیں بعض احادیث میں تیرہ،بعض میں سترہ،بعض میں گیارہ،بعض میں نو رکعات اور بعض میں سات رکعات کا ذکر ملتا ہے۔اہلسنت الجماعت احناف کی تحقیق یہ ہے کہ پہلے وتر نفل تھے اور عموماً تہجد کی نماز کے ساتھ ہی پڑھے جاتے تھے اس لیے تہجد اور وتر کو ملا کر ہی بیان کردیا جاتا تھا کہ آپ ﷺ نے گیارہ یا تیرہ ،یا نو (مع تہجد) پڑھے۔مگر بعد میں وتر واجب ہو گئے تھے جیسا کہ اس پر دلائل آگے آنے والے ہیں۔

جن احادیث میں گیارہ سے زائد رکعات پڑھنے کا ذکر ہے ان احادیث کی شوافع اور حنابلہ کی طرف سے یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ یہاں پوری صلوٰۃ اللیل مراد ہے جو آخر میں طاق عدد (وتر) پر مشتمل ہے یعنی ان میں تین رکعتیں وتروں کی ہیں اور آٹھ رکعتیں تہجد کی،اور کبھی تہجد سے پہلے دو ہلکی رکعات،اور دو رکعت نفل وتر کے بعد اور دو رکعت فجر کی سنتیں شامل ہیں۔احناف کہتے ہیں کہ جو توجیہ شوافع اور حنابلہ نے تیرہ اور سترہ رکعات والی احادیث میں کی ہے وہی توجیہ ہم پانچ ،سات،نو اور گیارہ رکعات والی احادیث میں کرتے ہیں یعنی آٹھ رکعات تہجد کے ساتھ تین رکعات وتر تو کل گیارہ رکعات بنیں کسی راوی نے اس کو مکمل نقل کردیا اور بعض راویوں نے شروع کی دو ہلکی رکعات کو اور وتروں کے بعد کے دو نفلوں کو ساقط کیا تو تیرہ رکعات ہوئیں،اور بعض راویوں نے شروع کی دو ہلکی رکعات اور وتر کے بعد کے دو نفلوں کو ساقط کرنے کے ساتھ ساتھ فجر کی دو سنتوں کو بھی ساقط کردیا تو انہوں نے گیارہ رکعات کہہ دیا۔پھر آخر عمر میں جب آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے بعض دفعہ تہجد کی چھ رکعات پڑھیں اور وتر کی تین رکعات ان کے ساتھ ملا کر کل نو رکعتیں ہو گئیں بعض راویوں نے اس زمانہ کا عمل نقل کردیا اور نو رکعات کہہ دیں۔اور پھر بعض دفعہ آپ ﷺ نے مزید کمی اور تہجد کی صرف چار رکعتیں پڑھیں،اس زمانے کے عمل کو

بعض راویوں سات رکعات کہہ کر بیان کر دیا۔

مختصر یہ کہ ایتار کا لفظ صرف صلوٰۃ الوتر پڑھنے پر بھی بولا گیا ہے اور پوری صلوٰۃ اللیل جو آخر میں طاق عدد والی نماز یعنی وتر پر مشتمل ہو پر بھی بولا گیا ہے۔

1648-حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ,قَالَ :أنا شُعْبَةُ ح

1649-وَحَدَّثَنَا بَكَّارٌ ,قَالَ :ثنا وَهْبٌ ,قَالَ :ثنا شُعْبَةُ ,عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ ,قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يُحَدِّثُ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔

☆☆ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر آخر رات میں (دو رکعتوں کے ساتھ مزید) ایک رکعت ہے۔''

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۵۲: ،سنن ابی داود ۱۴۲۱: ،سنن النسائی ۱۶۸۹: ،۱۶۹۰، ۱۶۹۱، السنن الکبری للنسائی ۱۴۰۰: ،۱۴۰۱، ۱۴۰۲، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۶۷۵: ،۴۶۷۶، مستخرج ابی عوانۃ ۲۳۲۸: ،۲۳۲۹، ۲۳۳۰، مسند ابن الجعد ۱۴۲۱: ،مسند الامام احمد بن حنبل ۴۸۷۸: ،۵۱۲۶، ۵۵۴۹، ۵۷۵۹، ۶۴۲۱، صحیح ابن حبان ۲۶۲۵: ،المعجم الاوسط للطبرانی ۹۶۱: ،۲۶۱۴، شرح السنۃ ۹۵۹:۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

اس حدیث کا دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں مطلب یہ ہے کہ وتر آخر رات میں دو رکعتوں کے ساتھ مزید ایک رکعت ملانا ہے ، چنانچہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہی روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو (دو رکعات کے ساتھ مزید) ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کے لئے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔'' (بخاری ۹۹۰: ،مسلم ۷۴۹: ،ابن ماجہ : ۱۱۷۵، ابوداود ۱۳۲۶ : ،ترمذی ۴۳۷ : ،نسائی ۱۶۶۸ :) اس سے معلوم ہوا کہ دو رکعات کے ساتھ مزید ایک رکعت ملانے

کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ایک حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۶۸ :، سنن ابن ماجہ ۱۳۶۱ :)۔ نیز دیگر متواتر مفسر احادیث سے بھی یہی کچھ ثابت ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ واضح رہے کہ نبی ﷺ صرف ایک وتر پڑھنا صراحتاً کسی بھی قولی یا فعلی حدیث سے ثابت نہیں۔ چنانچہ مشہور شافعی محدث حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ م ۶۴۳ھ فرماتے ہیں:

لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتھا انہ علیہ السلام اوتر برکعۃ فحسب۔ (تلخیص الحبیر :۲/۱۵)

وتر کی احادیث کی کثرت کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ کسی (مرفوع) حدیث میں آیا ہو کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے۔

بعض حضرات نے وتر کی ایک رکعت ہونے پر اس قولی حدیث استدلال کیا ہے جس میں ''صل رکعۃ واحدۃ'' کے الفاظ آئے ہیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وتعقب بانہ لیس صریحا فی الفصل، فیحتمل ان یرید بقولہ :صل رکعۃ واحدۃ ای مضافۃ الی رکعتین مما مضی۔

(فتح الباری :۲/۲۱۰)

یہ استدلال مردود ہے کیوں کہ یہ حدیث صرف ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں ہے۔ اس لئے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ مراد صل رکعۃ واحدۃ سے یہ ہو کہ وہ شخص پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر (تین رکعتیں) پڑھے۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ ۳۲۱ھ لکھتے ہیں کہ:

ان احادیث سے جو ہم نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں ثابت ہوا کہ وتر ایک رکعت سے زائد ہیں اور ایک رکعت کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی (صریح) چیز مروی نہیں۔ (شرح معانی ال آ ثار ۱۷۳۹:)

1650 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ :ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1651 - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ، قَالَ :ثنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ، قَالَ :سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ،عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ۔

☆☆ جناب ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں

پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ''آ خر رات میں (دو رکعتوں کے ساتھ مزید) ایک رکعت ہے۔'' اور میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : آ خر رات میں (دو رکعتوں کے ساتھ مزید) ایک رکعت ہے۔''

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۵۲: ،سنن ابی داود ۱۴۲۱: ،سنن النسائی ۱۶۸۹: ،۱۶۹۰، ۱۶۹۱، السنن الکبریٰ للنسائی ۱۴۰۰: ،۱۴۰۱، ۱۴۰۲، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۶۷۵: ،۴۶۷۶ ،مستخرج ابی عوانۃ ۲۳۲۸: ،۲۳۲۹، ۲۳۳۰ ،مسند ابن الجعد ۱۴۲۱: ،مسند الامام احمد بن حنبل ۴۸۷۸: ،۵۱۲۶، ۵۵۴۹، ۵۷۵۹، ۶۴۲۱ ،صحیح ابن حبان ۲۶۲۵: ،المعجم الاوسط للطبرانی ۹۶۱: ،۲۶۱۴ ،شرح السنۃ ۹۵۹:۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

اس حدیث کا دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں مطلب یہ ہے کہ وتر آ خر رات میں دو رکعتوں کے ساتھ مزید ایک رکعت ملانا ہے ، چنانچہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہی روایت میں ہے کہ ایک آ دمی نے نبی اکرم ﷺ سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے۔ جب تم میں سے کسی کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو (دو رکعات کے ساتھ مزید) ایک رکعت پڑھ لے وہ اس کے لئے پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔'' (بخاری ۹۹۰: ،مسلم ۷۴۹: ،ابن ماجہ : ۱۱۷۵، ابوداود ۱۳۲۶ : ،ترمذی ۴۳۷ : ،نسائی ۱۶۶۸ :) اس سے معلوم ہوا کہ دو رکعات کے ساتھ مزید ایک رکعت ملانے کا حکم دیا گیا ہے، اسی طرح ایک دوسری حدیث میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی خود وضاحت کی ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے (صحیح مسلم ۷۶۳ : ،آ ثار السنن ۶۰۸ :) اور ایک حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۶۸ : ،سنن ابن ماجہ ۱۳۶۱ :) نیز دیگر متواتر مفسر احادیث سے بھی یہی کچھ ثابت ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ واضح رہے کہ نبی ﷺ صرف ایک وتر پڑھنا صراحتاً کسی بھی قولی یا فعلی حدیث سے ثابت نہیں۔ چنانچہ مشہور شافعی محدث حافظ ابن الصلاح رحمہ

اللہ م ۶۴۳ھ فرماتے ہیں:

لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتها انه علیه السلام اوتر برکعة فحسب۔(تلخیص الحبیر :۲/۱۵)

وتر کی احادیث کی کثرت کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ کسی (مرفوع) حدیث میں آیا ہو کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے۔

بعض حضرات نے وتر کی ایک رکعت ہونے پر اس قولی حدیث استدلال کیا ہے جس میں ''صل رکعة واحدة'' کے الفاظ آئے ہیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وتعقب بانه لیس صریحا فی الفصل، فیحتمل ان یرید بقوله :صل رکعة واحدة ای مضافة الی رکعتین مما مضی۔

(فتح الباری :۲/۶۱۰)

یہ استدلال مردود ہے کیوں کہ یہ حدیث صرف ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں ہے۔اس لئے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ مراد صل رکعة واحدة سے یہ ہو کہ وہ شخص پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر (تین رکعتیں) پڑھے۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ ۳۲۱ھ لکھتے ہیں کہ:

ان احادیث سے جو ہم نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں ثابت ہوا کہ وتر ایک رکعت سے زائد ہیں اور ایک رکعت کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی (صریح) چیز مروی نہیں۔(شرح معانی الآ ثار ۱۷۳۹:)

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ :فَذَهَبَ قَوْمٌ إِلَى هَذَا فَقَلَّدُوهُ وَجَعَلُوهُ أَصْلًا. وَخَالَفَهُمْ فِي ذَلِكَ آخَرُونَ ,فَافْتَرَقُوا عَلَى فِرْقَتَيْنِ ,فَقَالَ بَعْضُهُمْ :الْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ,وَقَالَ بَعْضُهُمْ :الْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ يُسَلِّمُ فِي الِاثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ ,وَفِي آخِرِهِنَّ. وَكَانَ قَوْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَدْ يَحْتَمِلُ عِنْدَنَا مَا قَالَ أَهْلُ الْمَقَالَةِ الْأُولَى , وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ رَكْعَةً مِنْ شَفْعٍ قَدْ تَقَدَّمَهَا وَذَلِكَ كُلُّهُ وِتْرٌ فَتَكُونُ تِلْكَ الرَّكْعَةُ تُوتِرُ الشَّفْعَ الْمُتَقَدِّمَ لَهَا .وَقَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ مَا قَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا

☆☆ امام ابوجعفر رحمہ اللہ نے فرمایا: پس کچھ لوگ (امام عطاء رحمہ اللہ اور کچھ شافعی حضرات) اسی طرف گئے ہیں اور انہوں نے اس کی تقلید کی اور اسے اصل قرار دیا لیکن دوسرے حضرات (جمہور اہلِ اسلام) نے ان کی مخالفت کی ہے اور پھر وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو گئے، کچھ حضرات (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ) نے کہا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے گا اور کچھ (کچھ مالکی اور حنبلی حضرات) نے کہا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں لیکن دو رکعات کے بعد سلام پھیرا جائے اور پھر آخر میں بھی (دوسرا) سلام پھیرا جائے اور رسول اللہ ﷺ کے

فرمان: ''وتررات کے آخر میں ایک رکعت ہے۔''میں اس بات کا بھی احتمال ہے جو پہلے قول کے قائلین نے کہی (مگر یہ احتمال مفسر احادیث کے پیش نظر درست نہیں۔ن) اور یہ احتمال بھی ہے کہ وہ رکعت ان دو رکعات کے ساتھ ہو جو پہلے پڑھی گئیں اور یہ تمام تر وتر کہلائیں گی تو یہ رکعت ان دو رکعتوں کو جو پہلے گزر گئیں، وتر بنا دے گی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بعض حضرات نے جو کچھ روایت کیا ہے اس میں اس بات کا بیان ہے :

1652 - حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ :أَنَّ رَجُلًا، سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ :مَثْنَى ,مَثْنَى ,فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ ,فَصَلِّ رَكْعَةً تُوتِرْ لَكَ صَلَاتَكَ۔

☆☆ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی علیہ السلام سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے۔جب تم کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو (دو رکعتوں کے ساتھ مزید) ایک رکعت پڑھ لے وہ تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔''

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۹۹۰: ،صحیح مسلم ۷۴۹: ،سنن ابن ماجہ ۱۱۷۵: ،سنن ابی داود ۱۳۲۶: ،سنن الترمذی ۴۳۷: ،سنن النسائی ۱۶۶۸: ،مؤطا الامام مالک ۳۹۹: ،مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۲۶۷۸: ،مسند الحمیدی ۶۴۶: ،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۰۳: ،مسند الامام احمد بن حنبل ۴۸۴۸: ،مسند البزار ۵۴۴۷: ،آ ثار السنن للنیموی ۵۹۵: ۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ دو رکعات کے ساتھ مزید ایک رکعت ملا کر نماز کو وتر بنا لیا جائے ،مفسر احادیث کے مطابق نبی علیہ السلام تین رکعات وتر پڑھتے تھے، چنانچہ ایک حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام تین رکعات وتر پڑھتے تھے (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۶۸ : ،سنن ابن ماجہ ۱۳۶۱:) ۔واضح رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک وتر پڑھنا صراحتاً کسی بھی قولی یا فعلی حدیث سے ثابت نہیں۔ چنانچہ مشہور شافعی محدث حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ م ۶۴۳ھ فرماتے ہیں:

لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتھا انہ علیہ السلام اوتر برکعۃ فحسب۔(تلخیص الحبیر :۲/۱۵)

وتر کی احادیث کی کثرت کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ کسی (مرفوع) حدیث میں آیا ہو کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے۔

بعض حضرات نے وتر کی ایک رکعت ہونے پر اس قولی حدیث استدلال کیا ہے جس میں ''صل رکعۃ واحدۃ'' کے الفاظ آئے ہیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ۸۵۲ھ انکار دکرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وتعقب بانہ لیس صریحا فی الفصل ،فیحتمل ان یرید بقولہ :صل رکعۃ واحدۃ ای مضافۃ الی رکعتین مما مضی۔ (فتح الباری :۲/۲۱۰)

یہ استدلال مردود ہے کیوں کہ یہ حدیث صرف ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں ہے۔اس لئے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ مراد صل رکعۃ واحدۃ سے یہ ہو کہ وہ شخص پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر (تین رکعتیں) پڑھے۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ ۳۲۱ھ لکھتے ہیں کہ:

ان احادیث سے جو ہم نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں ثابت ہوا کہ وتر ایک رکعت سے زائد ہیں اور ایک رکعت کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی (صریح) چیز مروی نہیں۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۳۹:)

1653 - **حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔**

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1654 - **حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ۔**

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1655 - **حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔**

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1656 - **حَدَّثَنَا بَكَّارٌ، قَالَ :ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔**

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1657-حَدَّثَنَا بَكَّارٌ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1658-حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، قَالَ :ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1659-حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أنا خَالِدٌ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1660-حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا فِطْرٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ :سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1661-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ، وَأَيُّوب ,عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1662-حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ :ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، وَنَافِعٍ ,عَنِ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمَا ,عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1663-حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا عَمِّي عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ :ثنا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَحُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَاهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1664-وَقَدْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي دَاوُدَ بْنِ مُوسَى ,قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ الْقَطَّانُ قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْوَضِينِ بْنِ عَطَاءٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ,عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوِتْرِهِ بِتَسْلِيمَةٍ ,وَأَخْبَرَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ۔

☆☆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ وہ وتر اور دو رکعتوں کے درمیان سلام کا فاصلہ کرتے تھے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ نبی علیہ السلام ایسا ہی کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

مسند الامام احمد بن حنبل ۵۴۶۱:،صحیح ابن حبان ۲۴۳۴:،المعجم الاوسط للطبرانی ۷۵۳:،مسند الشامیین للطبرانی ۶۴۸:،موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان ۶۷۸:،آثار السنن للنیموی ۵۹۸:۔

تحقیق الحدیث :

یہ روایت بلحاظ سند ضعیف ہے کیونکہ اس کا ایک راوی ''ابو کنانہ وضین بن عطاء بن کنانہ بن عبداللہ الخزاعی'' روایت حدیث میں ضعیف ہے۔

فَقَدْ أَخْبَرَ أَنَّہُ کَانَ یُصَلِّی شَفْعًا وَوِتْرًا ,وَذٰلِکَ فِی الْجُمْلَۃِ کُلُّہُ وِتْرٌ ,وَقَوْلُہُ :یَفْصِلُ بِتَسْلِیمَۃٍ یَحْتَمِلُ أَنْ یَکُونَ تِلْکَ التَّسْلِیمَۃُ یُرِیدُ بِہَا التَّشَہُّدَ ,وَیَحْتَمِلُ أَنْ یَکُونَ التَّسْلِیمَ الَّذِی یَقْطَعُ الصَّلَاۃَ.فَنَظَرْنَا فِی ذٰلِکَ:

☆☆ پس انہوں نے بتایا کہ آپ دو رکعتیں اور وتر پڑھتے تھے اور یہ مجموعہ بھی وتر ہوتا تھا اور ان کا کہنا کہ سلام کے ذریعے ان کو الگ کرتے تھے ممکن ہے اس سے تشہد مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ سلام مراد ہو جس سے نماز کو ختم کیا جاتا ہے پس ہم نے اس میں دیکھا:

1665 - فَإِذَا یُونُسُ قَدْ حَدَّثَنَا ,قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَہُ ,عَنْ نَافِعٍ :أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کَانَ یُسَلِّمُ بَیْنَ الرَّکْعَۃِ وَالرَّکْعَتَیْنِ فِی الْوِتْرِ حَتَّی یَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِہِ۔

☆☆ نافع سے روایت ہے کہ (سیدنا) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وتر کی ایک اور دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے، یہاں تک کہ اپنی کسی ضرورت کے متعلق کہنا ہوتا تو کہتے۔(صحیح البخاری ۹۹۰:)

تحقیق :

یہ اثر بلحاظ سند صحیح ہے۔

فائدہ :

مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تین رکعات وتر پڑھتے مگر دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرلیا کرتے تھے لیکن واضح رہے کہ دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرنا افضل نہیں ہے بلکہ افضل اور مسنون یہ ہے کہ تین رکعات وتر کو ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیا جائے اور ان تین رکعات میں جدائی نہ کی جائے بلکہ تینوں کو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کیا جائے ،اکثر امت کا عمل اسی پر چلا آ رہا ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے (سنن النسائی ۱۶۹۸ :، مؤطا محمد ۲۶۶ :) جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے نیز مستدرک حاکم (۱۱۴۰) کی روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ بھی موجود ہے کہ: ''اور امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی تھا (یعنی تین رکعات وتر ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے) اور ان ہی سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ حاصل کیا ۔'' اور مسند احمد بن حنبل (۲۵۲۲۳) کی حدیث میں بھی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا کرتے اور ان کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔''

نیز مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے۔ چنانچہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی اور انہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے اور سلام آخر میں ہی پھیرا۔ (شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۲ :)

ثابت رحمہ اللہ نے کہا: (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین رکعت وتر پڑھائے جب کہ میں ان کے دائیں طرف تھا اور ان کی ام ولد ہمارے پیچھے تھی ،انہوں نے صرف آخر میں ہی سلام پھیرا۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ مجھے وتر کا طریقہ سکھانا چاہتے تھے۔ (شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۷ :، مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۴۰ :)

ان صحیح احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر کو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرنا مسنون اور افضل ہے۔

مزید برآں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی} دوسری رکعت میں { قُلْ یَاۤاَیُّهَاالْکَافِرُوْنَ} اور تیسری رکعت میں {قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد } پڑھا کرتے تھے۔ اور سلام آخر ہی میں پھیرتے تھے۔ (سنن النسائی ۱۷۰۱ :)

یہ حدیث بھی بلا اعتبار صحیح و ثابت ہے۔ سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ کی دیگر راویوں نے متابعت کر رکھی ہے۔ (دیکھئے : سنن النسائی: ۱۶۹۹، سنن ابن ماجہ ۱۱۷۱ :) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ

اللہ نے امام محمد بن نصر المروزی کے ایک غلط ، باطل ومردود قول کہ ''ہم نے کوئی ایسی صحیح صریح حدیث نہیں پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے ہوں۔'' کو مردود قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بابت دو حدیثیں موجود ہیں جن میں تین وتر ایک سلام کے ساتھ ہونے کی تصریح ہے ، پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہ دو حدیثیں ذکر فرمائیں جن میں سے ایک مذکور حدیث بھی ہے ۔(دیکھئے : فتح الباری ۲ :/ ۶۱۱ ، نیز دیکھئے : عون المعبود شرح سنن ابی داود ۳ :/ ۱۸۲) معلوم ہوا کہ حافظ موصوف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے ۔

نیز: متعدد غیر مقلدین جیسے ابوالاشبال شاغف ، احمد مجتبیٰ اور ناصر الدین البانی وغیرہم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ۔(حاشیۃ التعلیقات السلفیۃ ۲ :/ ۴۹۱ ، سنن النسائی بتحقیق الالبانی ۱۷۰۱:) غیر مقلدین کے محدثِ اعظم عبداللہ روپڑی نے بھی اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے ۔(اہلحدیث کے امتیازی مسائل : ص ۸۸)

مزید برآں غیر مقلد محمد امین نے بھی ہے کہ :

''دیگر صحیح وایات سے اس حدیث کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے اور یہ روایت معناً صحیح وقابل عمل ہے ۔''

(ملخصاً : سنن النسائی بفوائد الامین

ج ۳ ص ۸۰۸ ح ۱۷۰۲:)

اس صحیح صریح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں ۔ نیز وتر کی ان تین رکعت میں سے دو رکعت کے بعد قعدہ بھی کیا جائے گا اور اس میں تشہد بھی پڑھا جائے گا چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ :'' کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ '' رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھا کرتے تھے ۔(صحیح مسلم ۱۰۴۵ :) اس حدیث میں نبی ﷺ تمام نمازوں کا ضابطہ بیان فرما دیا گیا کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے ۔

1666 - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ : صَلَّى ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ :يَا غُلَامُ ارْحَلْ لَنَا ثُمَّ قَامَ فَأَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ۔

☆☆ بکر بن عبداللہ مزنی (رحمہ اللہ) سے منقول ہے کہ (سیدنا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو رکعت نماز پڑھی ، پھر فرمایا :'' اے غلام ! ہمارے لیے سواری پر کجاوہ ڈال دو ۔'' پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت وتر پڑھا ۔

تحقیق :

یہ اثر بلحاظ سند صحیح ہے ۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تین رکعات وتر پڑھے مگر دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کی لیکن واضح رہے کہ دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرنا افضل نہیں ہے بلکہ افضل اور مسنون یہ ہے کہ تین رکعات وتر کو ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیا جائے اور ان تین رکعات میں جدائی نہ کی جائے بلکہ تینوں کو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کیا جائے، اکثر امت کا عمل اسی پر چلا آ رہا ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے (سنن النسائی ۱۶۹۸ :، مؤطا محمد ۲۶۶ :) جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے نیز مستدرک حاکم (۱۱۴۰) کی روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ بھی موجود ہے کہ: ''اور امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی تھا (یعنی تین رکعات وتر ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے) اور ان ہی سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ حاصل کیا۔'' اور مسند احمد بن حنبل (۲۵۲۲۳) کی حدیث میں بھی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا کرتے اور ان کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔''

نیز مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے۔ چنانچہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی اور انہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے اور سلام آخر میں ہی پھیرا۔ (شرح معانی الآثار ۱۷۴۲ :)

یہ حدیث بھی بلا غبار صحیح وثابت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر کو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرنا مسنون اور افضل ہے۔

مزید برآں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى} دوسری رکعت میں {قُلْ يَاۤاَيُّهَاالْكَافِرُوْنَ} اور تیسری رکعت میں {قُلْ هُوَ اللّٰهُ هُوَ اَحَد} پڑھا کرتے تھے۔ اور سلام آخر ہی میں پھیرتے تھے۔ (سنن النسائی ۱۷۰۱ :)

یہ حدیث بھی بلا غبار صحیح وثابت ہے۔ سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ کی دیگر راویوں نے متابعت کر رکھی ہے۔ (دیکھئے: سنن النسائی: ۱۶۹۹، سنن ابن ماجہ ۱۱۷۱ :) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام محمد بن نصر المروزی کے ایک غلط، باطل ومردود قول کہ ''ہم نے کوئی ایسی صحیح صریح حدیث نہیں پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے ہوں۔'' کو مردود قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بابت دو حدیثیں موجود ہیں جن میں تین وتر ایک سلام کے ساتھ ہونے کی تصریح ہے، پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہ دو حدیثیں ذکر فرمائیں جن میں سے ایک مذکور

حدیث بھی ہے۔(دیکھئے :فتح الباری ۲ :/۶۱۱، نیز دیکھئے: عون المعبود شرح سنن ابی داود ۳ :/۱۸۲) معلوم ہوا کہ حافظ موصوف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز متعدد غیر مقلدین جیسے ابوالاشبال شاغف، احمد مجتبیٰ اور ناصر الدین البانی وغیرہم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(حاشیۃ التعلیقات السلفیۃ ۲ :/۱۹۱، ۴ سنن النسائی بتحقیق الالبانی ۱۷۰۱:) غیر مقلدین کے محدثِ اعظم عبداللہ روپڑی نے بھی اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔(اہلحدیث کے امتیازی مسائل :ص ۸۸)

مزید برآں غیر مقلد محمد امین نے بھی ہے کہ:

''دیگر صحیح وایات سے اس حدیث کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے اور یہ روایت معناً صحیح وقابل عمل ہے۔''

(ملخصاً: سنن النسائی بفوائد الامین

ج ۳ ص ۸۰۸ ح ۱۷۰۲:)

اس صحیح صریح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ نیز وتر کی ان تین رکعت میں سے دو رکعت کے بعد قعدہ بھی کیا جائے گا اور اس میں تشہد بھی پڑھا جائے گا چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ: '' کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ '' رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھا کرتے تھے۔(صحیح مسلم ۱۰۴۵ :) اس حدیث میں نبی ﷺ تمام نمازوں کا ضابطہ بیان فرما دیا گیا کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے۔

فَفِي هَذِهِ الْآثَارِ أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ ,وَلَكِنَّهُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ الْوَاحِدَةِ وَالِاثْنَتَيْنِ ,فَقَدِ اتُّفِقَ عَنْهُ فِي الْوِتْرِ أَنَّهُ ثَلَاثٌ. وَقَدْ جَاءَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِهِ أَيْضًا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ كَمَا وَصَفْنَا أَنَّهُ يَحْتَمِلُ مِنَ التَّأْوِيلِ۔

☆☆ پس ان روایات میں ہے کہ آپ تین رکعات وتر پڑھتے تھے لیکن دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرتے تھے پس آپ وتروں کی تین رکعات پر متفق ہیں اور آپ کی جو رائے منقول ہے وہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے بیان کی کہ اس میں تاویل کا احتمال ہے۔

1667- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ :ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، قَالَ :سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ :أَتَعْرِفُ وِتْرَ النَّهَارِ؟ قُلْتُ :نَعَمْ ,صَلَاةُ الْمَغْرِبِ قَالَ: صَدَقْتَ أَوْ أَحْسَنْتَ ,ثُمَّ قَالَ :بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ قَامَ رَجُلٌ فَسَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِتْرِ أَوْ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى ,مَثْنَى ,فَإِذَا خَشِيتَ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ۔

☆☆ جناب عقبہ بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتروں کے

بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کیا تو دن کے وتروں کو پہچانتے ہو؟ تو میں نے کہا: جی ہاں، مغرب کی نماز۔ تو انہوں نے فرمایا: تو نے سچ کہا یا (یہ کہا کہ) تو نے اچھا کیا۔ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران ایک شخص نے کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ سے وتروں یا رات کی نماز کے بارے میں پوچھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کی نماز دو، دو رکعت ہے۔ جب تم کو صبح ہو جانے کا خوف ہو تو (دو رکعتوں کے ساتھ مزید) ایک رکعت وتر پڑھ لے (وہ تمہاری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی)۔

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۹۹۰: ،صحیح مسلم ۷۴۹: ،سنن ابن ماجہ ۱۱۷۵: ،سنن ابی داود ۱۳۲۶: ،سنن الترمذی ۴۳۷: ،سنن النسائی ۱۶۶۸: ،مؤطا الامام مالک ۳۹۹: ،مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۲۶۷۸: ،مسند الحمیدی ۶۴۶: ،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۰۳: ،مسند الامام احمد بن حنبل ۴۸۴۸: ،مسند البزار ۵۴۴۷: ،آثار السنن للنیموی ۵۹۵: ۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ دو رکعات کے ساتھ مزید ایک رکعت ملا کر نماز کو وتر بنا لیا جائے، مفسر احادیث میں وضاحت موجود ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے، چنانچہ ایک حدیث میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں نے بیان کیا ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے (شرح معانی الآثار ۱۶۶۸: ،سنن ابن ماجہ ۱۳۶۱:)۔ واضح رہے کہ نبی ﷺ صرف ایک وتر پڑھنا صراحتاً کسی بھی قولی یا فعلی حدیث سے ثابت نہیں۔ چنانچہ مشہور شافعی محدث حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ م ۶۴۳ھ فرماتے ہیں:

لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتھا انہ علیہ السلام اوتر برکعۃ فحسب۔ (تلخیص الحبیر :۱۵/۲)

وتر کی احادیث کی کثرت کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ کسی (مرفوع) حدیث میں آیا ہو کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے۔

بعض حضرات نے وتر کی ایک رکعت ہونے پر اس قولی حدیث استدلال کیا ہے جس میں ''صل رکعۃ واحدۃ'' کے الفاظ آئے

ہیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وتعقب بانه ليس صريحا في الفصل، فيحتمل ان يريد بقوله :صل ركعة واحدة اى مضافة الى ركعتين مما مضى۔

(فتح الباری :۲/۶۱۰)

یہ استدلال مردود ہے کیوں کہ یہ حدیث صرف ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں ہے۔اس لئے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ مراد صل رکعة واحدة سے یہ ہو کہ وہ شخص پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر (تین رکعتیں) پڑھے۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ ۳۲۱ھ لکھتے ہیں کہ:

''ان احادیث سے جو ہم نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں ثابت ہوا کہ وتر ایک رکعت سے زائد ہیں اور ایک رکعت کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی (صریح) چیز مروی نہیں۔'' (شرح معانی ال آ ثار ۱۷۳۹:)

أَفَلَا تَرَى أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حِينَ سَأَلَهُ عُقْبَةُ عَنِ الْوِتْرِ فَقَالَ :أَتَعْرِفُ وِتْرَ النَّهَارِ؟ أَىْ هُوَ كَهُوَ ,وَفِى ذَلِكَ مَا يُنْبِئُكَ أَنَّ الْوِتْرَ كَانَ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ ثَلَاثًا كَصَلَاةِ الْمَغْرِبِ ;إِذْ جَعَلَ جَوَابَهُ لِسَائِلِهِ عَنْ وِتْرِ اللَّيْلِ :أَتَعْرِفُ وِتْرَ النَّهَارِ ,صَلَاةَ الْمَغْرِبِ .ثُمَّ حَدَّثَهُ بَعْدَ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا ذَكَرْنَا ,فَثَبَتَ أَنَّ قَوْلَهُ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ أَىْ مَعَ شَيْءٍ تَقَدَّمَهَا تُوتِرُ بِتِلْكَ الْوَاحِدَةِ مَا صَلَّيْتَ قَبْلَهَا وَكُلُّ ذَلِكَ وِتْرٌ .وَقَدْ بَيَّنَ ذَلِكَ أَيْضًا:

☆☆ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عقبہ رحمہ اللہ نے وتروں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کیا تم دن کے وتروں کو جانتے ہو؟ یعنی یہ بھی اسی طرح ہیں اس میں اس بات کی خبر ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک وتر مغرب کی نماز کی طرح تین رکعتیں ہیں کیونکہ آپ نے رات کے وتروں کے بارے میں سوال کرنے والے سے فرمایا: کیا تم دن کے وتروں کو جانتے ہو اور وہ مغرب کی نماز ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے وہ بات بیان کی جسے ہم نے ذکر کیا ہے پس ثابت ہوا کہ آپ کا قول کہ ایک کے ساتھ وتر بنا لو یعنی جو کچھ پہلے پڑھا ہے اس کے ساتھ ایک رکعت ملا کر وتر بنا لو اور یہ مجموعہ وتر (طاق) ہوگا اور یہ بات درج ذیل روایت میں بھی بیان کی ہے:

1668- بِمَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ ,قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ,قَالَ :أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ,عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ,عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ ,قَالَ" :سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَ :ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ,ثَمَانٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ۔هَكَذَا فِي النُّسَخِ

☆☆ حضرت امام عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: (رسول اللہ ﷺ کی نماز) تیرہ

رکعت ہوتی تھی۔ان میں آٹھ رکعتیں (بطور تہجد) ہوتی تھیں۔اور آپ تین وتر پڑھتے تھے اور دو رکعتیں فجر کی (سنتیں) ہوتی تھیں۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابن ماجہ ۱۳۶۱ :،مسند الامام احمد بن حنبل ۲۸۷۱۴ :،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۵۶۸ :،المسند الجامع ۶۱۲۴ :،۷۴۴۰۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے (ولہ طرق أخری)۔غالی غیر مقلد زبیر علی زئی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے (تعلیق سنن ابن ماجہ ۱۳۶۱ :)

1669- حَدَّثَنَا سلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ :ثنا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، قَالَ :ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنِي الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ، أَنَّ رَجُلًا، سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوِتْرِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَفْصِلَ، فَقَالَ الرَّجُلُ :إِنِّي لَأَخَافُ أَنْ يَقُولَ النَّاسُ هِيَ الْبُتَيْرَاءُ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا تُرِيدُ سُنَّةَ اللهِ وَسُنَّةَ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ هَذِهِ سُنَّةُ اللهِ وَسُنَّةُ رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

☆☆ جناب مطلب بن عبد اللہ المخزومی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اسے فاصلہ کرنے کا حکم دیا،اس پر اس آدمی نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ دم کٹی نماز ہے۔سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا طریقہ (جاننا) چاہتے ہو؟ یہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کا طریقہ ہے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابن ماجہ ۱۱۷۶ :،مسند ابی یعلی الموصلی ۵۵۹۴ :،صحیح ابن خزیمۃ ۱۰۷۴ :،السنن الکبری للبیہقی ۴۷۹۰ :،معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ۵۴۵۳ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث بلحاظ سند ضعیف ہے حتیٰ کہ فوائد عبد الباقی اور غالی غیر مقلد زبیر علی زئی اور ناصر الدین البانی وغیرہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے، چنانچہ فوائد عبد الباقی نے لکھا ہے:

''اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں مگر منقطع ہے۔'' (تعلیق سنن ابن ماجہ ۱۱۷۶:)

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا ہے:

''اس کی سند ضعیف ہے، ابو حاتم نے کہا ہے کہ مطلب کی روایت ابن عباس اور ابن عمر سے منقطع ہے۔''

(ملخصاً: تعلیق سنن ابن ماجہ:

۱۱۷۶)

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فِی ذِکْرِھَا وِتْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَدُلُّ عَلَی حَقِیقَةِ مَا ذَکَرْنَا:

☆☆اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی وتر نماز کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں ہماری مذکورہ حقیقت پر دلالت پائی جاتی ہے:

1670- حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّیُّ ,قَالَ :ثنا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِیدِ ,عَنْ سَعِیدِ بْنِ أَبِی عَرُوبَةَ ,عَنْ قَتَادَةَ ,عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَی عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا ,قَالَتْ :کَانَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُسَلِّمُ فِی رَکْعَتَیِ الْوِتْرِ۔

☆☆ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے (بلکہ تین رکعتوں کے بعد پھیرتے تھے)۔

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن النسائی ۱۶۹۸ :، مؤطا الامام محمد ۲۶۲ :، مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۴۲ :، السنن الکبری للنسائی ۱۴۰۴ :، المعجم الاوسط للطبرانی ۶۶۶۱ :، المعجم الاوسط للطبرانی ۹۹۰ :، مسند الشامیین للطبرانی ۹۱۷ :، سنن الدارقطنی ۱۶۶۵ :، السنن الکبری للبیہقی : ۴۸۱۴۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث کم از کم حسن ہے، زبیر علی زئی غیر مقلد کا قتادہ کے عنعنہ کا راگ الاپنا فضول ہے کیونکہ اس حدیث کے متعدد شواہد پائے جاتے ہیں اور یہ بات خود زبیر علی زئی صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ شواہدات سے تدلیس کا الزام رفع ہو جاتا ہے، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ نے آگے جا کر لکھا ہے کہ: ''پس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وتر کی تین رکعات ہیں اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرے پھر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بعد کچھ دیگر متعدد روایات مروی ہیں ان کی وضاحت کی جائے تو وہ سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی اس روایت کے ہم معنی ہیں۔'' (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۷۱:) پھر امام طحاوی رحمہ اللہ نے

اس پر متعدد روایات نقل کی ہیں (مثلاً دیکھئے: شرح معانی ال آ ثار ۱۶۹۵: ،۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸)

الغرض یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ہے جب کہ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے ۔(تحفۃ المحتاج : ۱/ ۴۰۵ بحوالہ تعلیق علی النسائی ۱۶۹۹:)، امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ انہوں نے روایت نمبر سولہ سو چوہتر (۱۶۷۴) کے بعد بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی روایت صحیح ثابت ہے۔'' (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۷۴:)۔ نیز زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ ابوعلی النیسابوری، ابواحمد بن عدی، ابن مندہ، عبدالغنی بن سعید، ابویعلیٰ الخلیلی، ابوعلی ابن السکن اور ابوبکر خطیب نے سنن نسائی کو صحیح کہا ہے ۔(مسئلہ فاتحہ خلف الامام ص ۵۲) اور یہ حدیث چونکہ سنن نسائی میں موجود ہے ۔ لہٰذا بقول علی زئی یہ حدیث درج ذیل اماموں کے نزدیک بھی صحیح ہے:

☆امام ابوعلی النیسابوری رحمۃ اللہ علیہ م ۳۴۹ھ

☆امام ابواحمد بن عدی رحمۃ اللہ علیہ م ۳۶۵ھ

☆ حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ م ۳۹۵ھ

☆امام عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ م ۴۰۹ھ

☆امام ابویعلیٰ الخلیلی رحمۃ اللہ علیہ م ۴۴۶ھ

☆امام ابوعلی ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ م ۳۵۳ھ

☆امام ابوبکر الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ م ۴۶۳ھ

فائدہ:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے جیسا کہ مسند احمد بن حنبل کی حدیث (۲۵۲۲۳) میں وضاحت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :ثم اوتر بثلاث لا يفصل بينهن۔ ''پھر رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے اور آپ ان کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔'' (مسند احمد ۲۵۲۲۳: ،آ ثار السنن ۶۱۴ :)۔ نیز مستدرک حاکم (۱۱۴۰) میں اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ:

''وهذا وتر امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضى الله عنه وعنه اخذه اهل المدينة۔''

(المستدرک علی الصحیحین : ۱۱۴۰)

''اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی تھا اور ان ہی سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ حاصل کیا۔''

ابوالزناد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (سیدنا) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کرام رحمہ اللہ کے قول کے مطابق تین رکعت وتر کو برقرار رکھا بایں طور پر کہ سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۵۷ :)

ابو الزناد (رحمہ اللہ) نے ساتوں حضرات یعنی سعید بن مسیب رحمہ اللہ ،عروہ بن زبیر رحمہ اللہ ، قاسم بن محمد رحمہ اللہ ، ابوبکر بن عبدالرحمن رحمہ اللہ ، خارجہ بن زید رحمہ اللہ ،عبید اللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ اور سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے ان کے علاوہ فقیہ ، اہل صلاح وفضل والے اور کئی شیوخ سے روایت کی ، اور کبھی وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو ان میں سے اکثریت اور بسا اوقات بہترین رائے والے شخص کے قول پر عمل کیا جاتا تو جو باتیں میں نے ان حضرات سے مذکورہ طریقہ کے مطابق اخذ کیں ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ وتر تین رکعت ہیں سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۵۸ :)

نیز مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے۔ چنانچہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی اور انہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے اور سلام آخر میں ہی پھیرا۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۲ :)

ثابت رحمہ اللہ نے کہا: (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین رکعت وتر پڑھائے جب کہ میں ان کے دائیں طرف تھا اور ان کی ام ولد ہمارے پیچھے تھی ، انہوں نے صرف آخر میں ہی سلام پھیرا۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ مجھے وتر کا طریقہ سکھانا چاہتے تھے۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۷ : ،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۴۰ :)

ان صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ، سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، اہلِ مدینہ اور دیگر اہلِ علم تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے۔ پس ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا مسنون اور افضل ہے اور اکثر امت کا عمل اسی پر ہی چلا آ رہا ہے۔

مزید برآں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی} دوسری رکعت میں {قُلْ یَااَیُّھَاالْکَافِرُوْنَ} اور تیسری رکعت میں {قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ھُوَ اَحَد} پڑھا کرتے تھے۔ اور سلام آخر ہی میں پھیرتے تھے۔(سنن النسائی ۱۷۰۱ :)

یہ حدیث بھی بلا اعتبار صحیح وثابت ہے۔ سعید بن ابی عروبہ اور قتادہ کی دیگر راویوں نے متابعت کر رکھی ہے۔(دیکھئے : سنن النسائی : ۱۶۹۹،سنن ابن ماجہ ۱۱۷۱ :) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ

اللہ نے امام محمد بن نصر المروزی کے ایک غلط، باطل ومردود قول کہ ''ہم نے کوئی ایسی صحیح صریح حدیث نہیں پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے ہوں۔'' کو مردود قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بابت دو حدیثیں موجود ہیں جن میں تین وتر ایک سلام کے ساتھ ہونے کی تصریح ہے، پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہ دو حدیثیں ذکر فرمائیں جن میں سے ایک مذکور حدیث بھی ہے۔(دیکھئے: فتح الباری ۲ : /۶۱۱، نیز دیکھئے: عون المعبود شرح سنن ابی داود ۳ : /۱۸۲) معلوم ہوا کہ حافظ موصوف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز متعدد غیر مقلدین جیسے ابوالاشبال شاغف، احمد مجتبیٰ اور ناصر الدین البانی وغیرہم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(حاشیۃ التعلیقات السلفیۃ ۲ : /۹۱ ۴،سنن النسائی بتحقیق الالبانی ۱۷۰۱:) غیر مقلدین کے محدثِ اعظم عبداللہ روپڑی نے بھی اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔(اہلحدیث کے امتیازی مسائل :ص ۸۸)

مزید برآں غیر مقلد محمد امین نے بھی ہے کہ:

''دیگر صحیح وایات سے اس حدیث کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے اور یہ روایت معناً صحیح وقابل عمل ہے۔''

(ملخصاً: سنن النسائی بفوائد الامین

ج ۳ ص ۸۰۸ ح ۱۷۰۲:)

اس صحیح صریح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ نیز وتر کی ان تین رکعت میں سے دو رکعت کے بعد قعدہ بھی کیا جائے گا اور اس میں تشہد بھی پڑھا جائے گا چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ: '' کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ'' رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھا کرتے تھے۔(صحیح مسلم ۱۰۴۵ :) اس حدیث میں نبی ﷺ تمام نمازوں کا ضابطہ بیان فرمادیا گیا کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے۔

1671- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ ,قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ,عَنْ سَعِيدٍ ,فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ.

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

فَأَخْبَرَتْ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثًا لَا يُسَلِّمُ بَيْنَ شَيْءٍ مِنْهُنَّ. ثُمَّ قَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بَعْدَ هَذَا أَحَادِيثُ فِي الْوِتْرِ إِذَا كُشِفَتْ رَجَعَتْ إِلَى مَعْنَى حَدِيثِ سَعْدٍ هَذَا.

☆☆ پس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وتر کی تین رکعات ہیں اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرے پھر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بعد کچھ دیگر روایات مروی ہیں ان کی وضاحت کی جائے تو وہ سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی اس روایت کے ہم معنی ہیں۔

1672-فَمِنْ ذَلِکَ مَا حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ ,قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ ,قَالَ :أنا أَبُو حُرَّةَ ,قَالَ: ثنا الْحَسَنُ ,عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ۔

☆☆ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو کھڑے ہوتے تو اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی پھلکی رکعات کے ساتھ کرتے، پھر آٹھ رکعات (نماز تہجد) پڑھتے پھر وتر پڑھتے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۶۷ :،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۶۲۰ :،مسند اسحاق بن راھویہ ۱۷۷۹ :، ۱۸۱۴،مسند الامام احمد بن حنبل : ۲۴۰۱۷،مختصر قیام اللیل وقیام رمضان ا : / ۱۲۸،السنن الکبری للبیھقی ۴۶۶۹ :،شرح السنۃ للبغوی ۹۰۸ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فَأَخْبَرَتْ هَاهُنَا أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ ثَمَانِيًا ثُمَّ يُوتِرُ. فَكَانَ مَعْنَى ثُمَّ يُوتِرُ يَحْتَمِلُ ثُمَّ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ ,مِنْهُنَّ رَكْعَتَانِ مِنَ الثَّمَانِ وَرَكْعَةٌ بَعْدَهَا, فَيَكُونُ جَمِيعُ مَا صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. وَيَحْتَمِلُ :ثُمَّ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ مُتَتَابِعَاتٍ. فَيَكُونُ جَمِيعُ مَا صَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. فَنَظَرْنَا فِيمَا يُحْتَمَلُ مِنْ ذَلِکَ ,هَلْ جَاءَ شَيْءٌ يَدُلُّ عَلَى شَيْءٍ مِنْهُ بِعَيْنِهِ۔

☆☆پس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہاں بتایا کہ آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر آٹھ پڑھتے اور اس کے بعد وتر پڑھتے تو پھر وتر پڑھنے کا مطلب یہ ہوا کہ آپ تین رکعات پڑھتے ان میں سے دو رکعتیں، آٹھ میں شامل ہوتیں اور ایک رکعت اس کے بعد ہوتی پس آپ کل گیارہ رکعتیں پڑھتے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ تین رکعات ملا کر پڑھتے پس وہ کل تیرہ رکعات ہوتیں۔ پس اس بات کے بارے میں جس کا احتمال ہے ہم نے غور وفکر کیا کہ اس پر دلالت کرنے والی کوئی بات بھی ہے؟ تو ہم نے دیکھا:

1673-فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ ,وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْبَاغَنْدِيُّ ,قَدْ حَدَّثَانَا قَالَا :حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ ,ثنا حُصَيْنُ بْنُ نَافِعٍ الْعَنْبَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ ,عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ,قَالَ :دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقُلْتُ :حَدِّثِينِي عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,قَالَتْ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ فَلَمَّا بَدَنَ صَلَّى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَوْتَرَ بِالسَّابِعَةِ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

☆☆جناب سعد بن ہشام رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حاضر ہوا، اور میں نے عرض

کیا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کیجیے۔ تو انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ رات کو آٹھ رکعات پڑھا کرتے تھے اور پھر نوویں رکعت کے ساتھ وتر بناتے (یعنی مجموعی طور پر نو رکعات جن میں چھ رکعات تہجد اور تین وتر ہوتے تھے)، پھر جب آپ ﷺ کا جسم مبارک وزنی ہو گیا تو پھر آپ چھ رکعات پڑھتے اور ساتویں کے ساتھ وتر بناتے (یعنی مجموعی طور پر سات رکعات جن میں چار رکعات تہجد کی اور تین رکعات وتر ہوتے) اور دو رکعات (نفل) بیٹھ کر پڑھتے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۵۲ :،سنن النسائی ۱۶۵۲ :،صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۰۴ :،السنن الکبری للنسائی ۴۲۲ :، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۳۷۷، ۱۳۱۹، صحیح ابن حبان ۲۶۳۵ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کہ چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین رکعت۔ اور آپ ﷺ (عموماً) تیرہ رکعات سے زیادہ اور سات سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد ۲۵۱۵۹ :،سنن ابی داود ۱۳۶۲ :،شرح معانی الآثار ۱۶۹۷ :)

اس صحیح حدیث سے مختلف احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ پڑھی وہاں دس نفل اور تین وتر ہوتی۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ ,فَذَلِكَ مُحْتَمَلٌ أَنْ يَكُونَ يُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ مَعَ اثْنَتَيْنِ مِنَ الثَّمَانِ الَّتِي قَبْلَهَا ,حَتَّى يَتَّفِقَ هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ زُرَارَةَ وَلَا يَتَضَادَّانِ۔

☆☆ پس اس حدیث میں ہے کہ آپ نوویں رکعت کے ساتھ اسے وتر بناتے اس میں اس بات کا بھی احتمال ہے کہ آپ آٹھ میں سے دو رکعتوں کے ساتھ نوویں رکعت ملا کر وتر پڑھتے تا کہ یہ حدیث زرارہ رحمہ اللہ کی روایت کے موافق ہو جائے اور ان کے درمیان تضاد نہ ہو۔

1674- حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا أَبُو حُرَّةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ,عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ ,فَقَالَتْ :كَانَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ ثُمَّ يَتَجَوَّزُ بِرَكْعَتَيْنِ ,وَقَدْ أَعَدَّ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ لِمَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ ,فَيَتَسَوَّكُ ,وَيَتَوَضَّأُ ,ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ يُسَوِّي بَيْنَهُنَّ فِي الْقِرَائَةِ ,ثُمَّ يُوتِرُ بِالتَّاسِعَةِ .فَلَمَّا أَسَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ ,جَعَلَ تِلْكَ الثَّمَانِيَ سِتًّا ,ثُمَّ يُوتِرُ بِالسَّابِعَةِ ,ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِ قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَإِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ۔

☆☆ جناب سعد بن ہشام انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نمازِ (تہجد) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا : آپ عشاء کی نماز ادا کرتے پھر دو مختصر رکعتیں ادا کرتے اور آپ اپنی مسواک اور وضو کے لیے پانی تیار رکھتے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ بیدار ہوتے ،مسواک کرکے وضو کرتے پھر دو رکعتیں پڑھتے پھر کھڑے ہوتے اور آٹھ رکعات پڑھتے اور ان میں ایک جیسی قراءت کرتے پھر نوویں رکعت کے ساتھ وتر ادا کرتے (یعنی مجموعی طور پر نو رکعات جن میں چھ رکعت نفل اور تین وتر ہوتے) مگر جب آپ کی عمر زیادہ ہوگئی اور جسم مبارک وزنی ہوگیا تو ان آٹھ رکعات کو چھ رکعتوں میں بدل دیا، پھر ساتویں رکعت وتر بناتے (یعنی مجموعی طور پر سات رکعات جن میں چار رکعت نفل اور تین وتر ہوتے) پھر بیٹھنے کی حالت میں دو رکعتیں (نفل) ادا کرتے اور ان میں سورۃ الکافرون اور سورۃ الزلزال کی تلاوت کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۵۲ :،سنن النسائی ۱۶۵۲ :،صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۰۴ :،السنن الکبری للنسائی ۱۳۲۴ :،۱۳۲۵،۷۷،۳،۱۳۱۹،صحیح ابن حبان ۲۶۳۵ :۔

تحقیق الحدیث:

شواہدات ومؤیدات کی بناء پر حسن ہے۔

فائدہ:

عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رکعت وتر پڑھتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کہ چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین رکعت۔ اور آپ ﷺ (عموماً) تیرہ رکعات سے

زیادہ اور سات سے کم نہیں پڑھتے تھے۔(مسند احمد ۲۵۱۵۹: ،سنن ابی داود ۱۳۶۲: ،شرح معانی ال آ ثار ۱۶۹۷:)

اس صحیح حدیث سے مختلف احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ پڑھی وہاں دس نفل اور تین وتر ہوتی۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الثَّمَانِي الَّتِي يُوتِرُ بِتَاسِعَتِهِنَّ أَرْبَعًا فَجَمِيعُ ذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ الَّذِي فَسَّرَهُ زُرَارَةُ ,عَنْ سَعْدٍ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَهُوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ فَقَدْ صَحَّتْ رِوَايَةُ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ وَثَابت عَلَى مَا ذَكَرْنَا. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ فِي ذَلِكَ۔

☆☆ پس اس حدیث میں ہے کہ آپ جن آٹھ رکعات کے ساتھ نوویں رکعت ملا کر وتر بناتے تھے ان سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے پس یہ کل تیرہ رکعات ہوئیں ان میں وتر بھی شامل ہیں جن کی وضاحت زرارہ رحمہ اللہ نے بواسطہ سعد بن ہشام رحمہ اللہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے اور وہ تین رکعات ہیں صرف ان کے آخر میں سلام پھیرتے تھے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی روایت صحیح ثابت ہے اور جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور اس ضمن میں عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ نے بھی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

1675- مَا حَدَّثَنَا رَبِيعٌ الْمُؤَذِّنُ ,قَالَ :ثنا أَسَدٌ ,قَالَ :ثنا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ ,قَالَ :أنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ ,قَالَ :أنا عَبْدُ اللهِ بْنُ شَقِيقٍ قَالَ :سَأَلْتُ عَائِشَةَ ,عَنْ تَطَوُّعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ" :كَانَ إِذَا صَلَّى بِالنَّاسِ الْعِشَاءَ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَالَتْ :وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِي ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ"

☆☆ جناب عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نفلی نماز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ جب لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھا لیتے تو پھر گھر تشریف لاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ رات میں نو رکعات پڑھتے ان میں وتر بھی ہوتے۔ اور جب فجر طلوع ہوتی تو میرے گھر میں دو رکعتیں (سنت) پڑھتے، پھر آپ (مسجد) تشریف لے جاتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۳۰: ،سنن ابی داود ۱۲۵۱: ،سنن الترمذی ۳۷۵: ،سنن ابن ماجہ ۱۱۶۴: ،سنن النسائی ۱۷۲۵: ،مسند الامام احمد بن

حنبل ۲۴۰۱۹ :، ۲۴۶۸۹، ۲۶۱۵۹، السنن الکبری للنسائی ۴۲۶ :، ۴۲۷، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، مسند ابی یعلی الموصلی : ۴۷۳۷، ۴۷۹۳، صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۶۷ :، حدیث السراج ۲۱۶۷ :، مستخرج ابی عوانۃ ۲۱۰۸ :، ۲۳۱۰، صحیح ابن حبان : ۲۶۱۵، المسند المستخرج علی صحیح مسلم ۱۶۵۲ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ بعض دفعہ مجموعی طور پر نو رکعات ادا کرتے جن میں چھ رکعات نفل اور تین وتر ہوتے تھے۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَمِنَ اللَّيْلِ تِسْعًا فِيهِنَّ الْوِتْرُ. فَذَلِكَ عِنْدَنَا عَلَى تِسْعٍ غَيْرِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُخِفُّهُمَا عَلَى مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا :أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ مِنَ اللَّيْلِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ "وَإِنَّمَا حَمَلْنَا مَعْنَى حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ عَلَى هَذَا الْمَعْنَى لِيَتَّفِقَ هُوَ وَحَدِيثُ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ وَلَا يَتَضَادَّانِ. وَقَدْ رَوَى أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي ذَلِكَ:

☆☆ پس اس حدیث میں ہے کہ آپ عشاء کے بعد جب گھر میں تشریف لاتے تو دو رکعتیں پڑھتے اور پھر رات کو وتروں سمیت نو رکعات ادا کرتے۔ پس ہمارے نزدیک یہ نو رکعات ان دو کے علاوہ ہیں جو مختصر طور پر ادا کرتے جیسے سعد بن ہشام رحمہ اللہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز کو دو مختصر رکعات سے شروع کرتے تھے، ہم نے عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کی روایت کا مفہوم اسی کے مطابق لیا ہے تا کہ سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی روایت کے موافق ہوجائے اور دونوں میں تضاد نہ ہو۔ اور اس ضمن میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے :

1676 - مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ ,قَالَ :ثنا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ ,قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ,قَالَ :ثنا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً , يُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ وَصَلَّى بَيْنَ أَذَانِ الْفَجْرِ وَالْإِقَامَةِ رَكْعَتَيْنِ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعات اس طرح ادا کرتے تھے کہ آٹھ

رکعات پڑھتے، پھر ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے پھر بیٹھ کر دو رکعات (نفل) پڑھتے پس جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے اور فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان میں دو رکعات پڑھتے۔

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۴۰ :، ۱۳۵۰، سنن النسائی ۱۷۸۱ :، صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۰۲ :، مسند ابی داود الطیالسی ۱۵۸۶ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ نبی ﷺ تیرہ رکعات اس طرح ادا کرتے تھے کہ پہلے نو رکعات ادا کرتے جن میں چھ نفل اور تین وتر ہوتے اور اس کے بعد دو نفل پڑھتے اور پھر فجر کی دو سنتیں ادا کرتے، اس طرح ٹوٹل تیرہ رکعات بن جاتیں۔

فَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الثَّمَانِ رَكَعَاتٍ الَّتِي أَوْتَرَ بِتَاسِعَتِهِنَّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ هِيَ الثَّمَانِ رَكَعَاتٍ الَّتِي ذَكَرَ سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَهُنَّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لِيَتَّفِقَ هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ سَعْدٍ , وَيَكُونَ هَذَا الْحَدِيثُ قَدْ زَادَ عَلَى حَدِيثِ سَعْدٍ وَحَدِيثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ تَطَوُّعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْوِتْرِ. وَيُحْتَمَلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ هَذِهِ التِّسْعُ هِيَ التِّسْعَ الَّتِي ذَكَرَهَا سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ فِي حَدِيثِهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيهَا لَمَّا بَدَّنَ فَيَكُونُ ذَلِكَ تِسْعَ رَكَعَاتٍ مَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْخَفِيفَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يَفْتَتِحُ بِهِمَا صَلَاتَهُ , ثُمَّ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ جَالِسًا بَدَلًا مِمَّا كَانَ يُصَلِّيهِ قَبْلَ أَنْ يُبَدِّنَ قَائِمًا ,وَهُوَ رَكْعَتَانِ ,فَقَدْ عَادَ ذَلِكَ أَيْضًا إِلَى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

☆☆ پس یہ بھی احتمال ہے کہ وہ آٹھ رکعات جن کے ساتھ نو ویں رکعت ملا کر وتر بناتے وہی آٹھ ہوں جن کا ذکر سعد بن ہشام رحمہ اللہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے تا کہ یہ حدیث اور سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی حدیث باہم متفق ہو جائیں۔ اور اس حدیث میں سعد رحمہ اللہ کی روایت اور عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کی روایت سے یہ بات زائد ہے کہ آپ وتروں کے بعد نفل پڑھتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نو رکعات وہی نو رکعتیں ہوں جن کا ذکر سعد بن ہشام رحمہ اللہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بدن مبارک جب بھاری ہو گیا تو آپ یہ نماز پڑھتے تھے تو یہ نو رکعات ان دو ہلکی پھلی رکعات کو ملا کر ہوں

گی۔جن کے ساتھ آپ (رات کی) نماز کا آغاز کرتے تھے پھر وتروں کے بعد بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھتے تھے اور یہ ان دو رکعات کا بدل تھیں جو آپ بدن مبارک کے بھاری ہونے سے پہلے کھڑے ہو کر پڑھتے تھے پس یہ بھی تیرہ رکعات ہو گئیں۔

1677- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ، قَالَ :ثنا هَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْخَزَّازُ، قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ :سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ :كَانَ يُصَلِّي ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ,يُصَلِّي ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ ,فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ قَائِمًا ثُمَّ يَسْجُدُ وَكَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ۔

☆☆ جناب ابو سلمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نمازِ (تہجد) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ تیرہ رکعات اس طرح ادا کرتے تھے کہ آٹھ رکعات پڑھتے پھر بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے، پس جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ہی رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے۔اور اذان اور اقامت کے درمیان فجر کی نماز کی دو رکعات (سنت) پڑھا کرتے تھے۔

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۳۸ :،سنن النسائی ۱۷۸۱ :،مسند ابی داود الطیالسی ۱۵۸۶ :،مسند الامام احمد بن حنبل ۲۵۵۵۹ :،۲۶۱۲۲،سنن الدارمی ۱۵۱۵ :،صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۰۲ :،مستخرج ابی عوانۃ ۲۳۰۵ :،۲۳۰۶،مسند الشامیین للطبرانی ۲۸۳۰ :،المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم ۱۶۷۶ :،مصنف عبد الرزاق الصنعانی ۴۷۵۹ :،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۴۸۶ :،شرح السنۃ للبغوی ۹۶۴ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے تاہم اس میں راوی سے وتروں کا ذکر چھوٹ گیا ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے (دیکھئے حدیث نمبر ۱۶۷۶ :) تاہم یہاں راوی سے وتروں کا ذکر چھوٹ گیا ہے، ماقبل میں یہ حدیث بایں الفاظ گزری ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ: ”نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعات اس طرح ادا کرتے تھے کہ آٹھ رکعات پڑھتے، پھر ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے پھر بیٹھ کر دو رکعات (نفل) پڑھتے پس جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے اور فجر کی اذان اور اقامت کے درمیان میں دو رکعات پڑھتے۔“ (شرح

معانی الآثار ۱۶۷۶:)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ نبی ﷺ تیرہ رکعات اس طرح ادا کرتے تھے کہ پہلے نو رکعات ادا کرتے جن میں چھ نفل اور تین وتر ہوتے اور اس کے بعد دو نفل پڑھتے اور پھر فجر کی دو سنتیں ادا کرتے، اس طرح ٹوٹل تیرہ رکعات بن جاتیں۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں۔

فَهَذَا الْحَدِيثُ مَعْنَاهُ مَعْنَى حَدِيثِ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ ,عَنْ سَهْلٍ ,غَيْرَ أَنَّهُ تَرَكَ ذِكْرَ الْوِتْرِ۔

☆☆ پس اس حدیث کا وہی مفہوم ہے جو سہل رحمہ اللہ سے احمد بن داود رحمہ اللہ کی روایت کا ہے البتہ انہوں نے وتروں کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

1678- حَدَّثَنَا فَهْدٌ ,قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ ,قَالَ :ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَثِيرٍ ,عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ,عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ,مِنْهَا رَكْعَتَانِ ,وَهُوَ جَالِسٌ ,وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ ,فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے ان میں دو رکعات بیٹھے ہوئے پڑھتے۔ اور دو رکعات فجر سے پہلے پڑھتے۔ یہ تیرہ رکعات ہوئیں۔ (سنن ابی داود ۱۳۵۰ :، مسند احمد ۲۵۴۹۰:، ۲۴۲۷۴)

تحقیق الحدیث:

شواہدات ومؤیدات کی بناء پر حسن ہے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ نبی ﷺ رات کو مجموعی طور پر گیارہ رکعات اس طرح ادا کرتے کہ آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر ادا کرتے اور دو رکعت فجر کی سنت ادا کرتے، اس طرح ٹوٹل گیارہ رکعت بن جاتیں۔ لہٰذا وتر تین رکعت ہی ہیں۔

فَقَدْ وَافَقَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا حَدِيثَ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ وَقَوْلُهَا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ يَعْنِي قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَهُمَا الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ ذَكَرَهُمَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ فِي حَدِيثِهِ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ۔

☆☆ پس یہ روایت بھی احمد بن داود رحمہ اللہ کی روایت کے موافق ہے اور ان کا قول کہ صبح سے پہلے دو رکعات پڑھتے اس سے فجر کی نماز سے پہلے پڑھنا مراد ہے اور یہ وہی دو رکعت ہیں جن کا احمد بن داود رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں ذکر کیا ہے کہ آپ اذان اور اقامت کے درمیان ادا کرتے تھے۔

1679- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي عِمْرَانَ، قَالَ :ثنا الْقَوَارِيرِيُّ، ح

1680- وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا حَامِدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا :ثنا سُفْيَانُ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي لَبِيدٍ، قَالَ :سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، يَقُولُ :دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَسَأَلْتُهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ :كَانَتْ صَلَاتُهُ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

☆☆ابو سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حاضر ہوا اور اُن سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کی رمضان اور غیر رمضان میں نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی ان میں فجر کی دو رکعات بھی ہوتیں۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۳۸ :،سنن النسائی ۱۷۸۱ :،مسند ابی داود الطیالسی ۱۵۸۶ :،مسند الامام احمد بن حنبل ۲۵۵۵۹ :،۲۶۱۲۲،سنن الدارمی ۱۵۱۵ :،صحیح ابن خزیمة ۱۱۰۲ :،مستخرج ابی عوانة ۲۳۰۵ :،۲۳۰۶،مسند الشامیین للطبرانی ۲۸۳۰ :،المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم ۱۶۷۶ :،مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۷۵۹ :،مصنف ابن ابی شیبة ۸۴۸۶ :،شرح السنة للبغوی ۹۶۴ :۔

تحقیق الحدیث :

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ :

دیگر مفسر احادیث کے پیش نظر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ نبی ﷺ آٹھ رکعت تہجد، تین رکعت وتر اور دو رکعت فجر کی سنت ادا کرتے، اس طرح ٹوٹل تیرہ رکعت بن جاتیں، لہذا وتر تین ہی ہیں۔

فَقَدْ وَافَقَ هَذَا الْحَدِيثُ أَيْضًا مَا رَوَيْنَاهُ قَبْلَهُ مِنْ أَحَادِيثِ أَبِي سَلَمَةَ۔

☆☆پس یہ روایت بھی ہماری ذکر کردہ ابو سلمہ رحمہ اللہ کی گزشتہ روایات کے موافق ہے۔

1681- حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَقَالَتْ :مَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ ,وَطُولِهِنَّ ,ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا ,فَلَا تَسْأَلْ ,عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ,ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ ,قَالَ :يَا عَائِشَةُ

إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي۔

☆☆ جناب ابوسلمہ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی نمازِ (تہجد) رمضان میں کیسی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعات سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ چار رکعات پڑھتے تھے پس تو ان رکعتوں کے حسن اور طوالت کے متعلق سوال مت کر (یعنی حد سے زیادہ حسین وطویل رکعات تھیں) پھر چار رکعات پڑھتے تھے پس تو ان کے حسن اور طوالت کے متعلق سوال مت کر۔ پھر آپ تین رکعات (وتر) پڑھتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے سوجاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! بلاشبہ میری آنکھیں سوجاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔''

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۳۵۶۹ ؛ صحیح مسلم ۷۳۸ ؛ سنن ابی داود ۱۳۴۱ ؛ سنن الترمذی ۴۳۹ ؛ السنن الکبری للنسائی ۳۹۲ ؛ مؤطا الامام مالک ۳۹۴ ؛ مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۷۱۱ ؛ مسند اسحاق بن راھویہ ۱۱۳۰ ؛ مسند الامام احمد بن حنبل ۲۴۴۴۶ ؛ صحیح ابن خزیمہ ۴۹ ؛ مستخرج ابی عوانۃ ۳۰۵۲ ۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

اس حدیث میں آٹھ رکعات تہجد اور تین وتر پڑھتے کا ذکر ہے۔ اور اس طرح کی احادیث کا ظاہر یہی ہے کہ آپ ﷺ تین رکعات وتر ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھتے تھے۔ چنانچہ غالی غیر مقلد مبارکپوری نے بھی مذکورہ حدیث کے الفاظ'' ثم یصلی ثلاثا'' (کہ آپ ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے) کی شرح میں لکھا ہے:

والظاہر انہا متصلات۔ (تحفۃ الاحوذی : ۱/۳۳۱)

ظاہر یہی ہے کہ یہ تین رکعات بھی ایک سلام کے ساتھ تھیں۔

فَيَحْتَمِلُ هَذَا الْحَدِيثُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُهَا ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا تُرِيدُ يُوتِرُ بِإِحْدَاهُنَّ اثْنَتَيْنِ مِنَ الثَّمَانِ ثُمَّ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ الْبَاقِيَتَيْنِ. وَهُمَا الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ ذَكَرَهُمَا أَبُو سَلَمَةَ فِيمَا تَقَدَّمَ مِمَّا رَوَيْنَا عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ حَتَّى يَتَّفِقَ هَذَا الْحَدِيثُ وَمَا تَقَدَّمَهُ

مِنْ أَحَادِيثِهِ. وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الثَّلَاثُ وِتْرًا كُلُّهَا وَهُوَ أَغْلَبُ الْمَعْنَيَيْنِ ; لِأَنَّهَا قَدْ فَصَّلَتْ صَلَاتَهُ فَقَالَتْ :كَانَ يُصَلِّي أَرْبَعًا ثُمَّ أَرْبَعًا وَوَصَفَتْ ذَلِكَ كُلَّهُ بِالْحُسْنِ وَالطُّولِ ,ثُمَّ قَالَتْ :ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا وَلَمْ تَصِفْ ذَلِكَ بِطُولٍ وَجَمَعَتِ الثَّلَاثَ بِالذِّكْرِ. فَذَلِكَ عِنْدَنَا عَلَى الْوِتْرِ فَيَكُونُ جَمِيعُ مَا كَانَ يُصَلِّيهِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً مَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْخَفِيفَتَيْنِ اللَّتَيْنِ فِي حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ مَعَ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ الْوِتْرِ. وَهَذَا أَشْبَهُ بِرِوَايَاتِ أَبِي سَلَمَةَ لِأَنَّ جَمِيعَهَا تُخْبِرُ عَنْ صَلَاتِهِ بَعْدَمَا بَدَّنَ ,وَحَدِيثُ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ يُخْبِرُ عَنْ صَلَاتِهِ بَعْدَمَا بَدَّنَ ,وَعَنْ صَلَاتِهِ قَبْلَ ذَلِكَ وَقَدْ رَوَى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي ذَلِكَ :

☆☆ پس اس حدیث میں احتمال ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا قول کہ پھر آپ تین رکعات پڑھتے سے آپ کی مراد یہ ہو کہ آٹھ میں سے دو رکعات کے ساتھ ایک کو ملا کر انہیں وتر بناتے پھر باقی دو رکعات پڑھتے اور یہ وہی دو رکعات ہیں جن کا ذکر ابوسلمہ رحمہ اللہ نے کیا ہے جیسا کہ اس سے پہلے ہم نے ان سے روایت کیا کہ آپ بیٹھ کر دو رکعات پڑھتے تھے تا کہ یہ حدیث پہلی روایت کے موافق ہوجائے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ تین رکعات تمام کی تمام وتر ہوں اور دو مفہوموں میں سے یہ زیادہ غالب ہے کیونکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کی نماز کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ چار رکعات پڑھتے پھر چار رکعات پڑھتے اور ان تمام کے حسن وطوالت کو بیان فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ پھر تین رکعات ادا کرتے اور ان کو طوالت سے موصوف ذکر نہیں کیا لیکن تینوں کا اکٹھا ذکر کیا۔ ہمارے نزدیک ان سے وتر مراد ہیں پس آپ کی وہ تمام گیارہ رکعت ہوئیں اور ان میں وہ دو ہلکی پھلکی رکعات بھی شامل ہیں جن کا سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی روایت میں ذکر ہے یا وہ دو رکعات جنہیں آپ وتروں کے بعد بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ یہ توجیہ ابوسلمہ رحمہ اللہ کی روایات کے زیادہ موافق ہے کیونکہ ان تمام روایات میں آپ کے بدن مبارک بھاری ہونے کے بعد اور اس سے پہلے کی نماز (دونوں) کا ذکر ہے اور اس ضمن میں عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بھی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

1682- مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ ,قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ ,عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ,عَنْ عُرْوَةَ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے اور ان میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر بناتے۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے تھے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آتا (اور آپ کو نماز کی اطلاع کرتا) تو آپ دو ہلکی پھلکی رکعات پڑھتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۶۳۱۰ :، صحیح مسلم ۷۳۶ :، سنن ابی داود ۱۳۳۵ :، ۱۳۳۶، سنن الترمذی ۴۴۰ :، سنن النسائی ۶۸۵ :، مستخرج ابی عوانہ ۲۲۹۹ :۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ گیارہ رکعات بایں طور پر ادا کرتے کہ ان میں آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر ہوتے اور پھر مؤذن کے اطلاع دینے پر آپ فجر کی ہلکی پھلکی دوسنت پڑھتے ، لہٰذا وتر تین ہی ہیں۔

فَهَذَا يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى صَلَاتِهِ قَبْلَ أَنْ يُبَدِّنَ فَيَكُونُ ذَلِكَ هُوَ جَمِيعَ مَا كَانَ يُصَلِّيهِ مَعَ الرَّكْعَتَيْنِ الْخَفِيفَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يَفْتَتِحُ بِهِمَا صَلَاتَهُ. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى صَلَاتِهِ بَعْدَمَا بَدَّنَ فَيَكُونُ ذَلِكَ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ مِنْهَا تِسْعٌ فِيهَا الْوِتْرُ , وَرَكْعَتَانِ بَعْدَهُمَا وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى مَا فِي حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ وَعَلَى مَا فِي حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ. غَيْرَ أَنَّ غَيْرَ مَالِكٍ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ فَزَادَ فِيهِ شَيْئًا۔

☆☆ پس اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ یہ نماز آپ کے جسم مبارک کے بھاری ہونے سے پہلے کی ہو پس یہ مکمل نماز ہوگی اوراس میں وہ دومختصر رکعات بھی شامل ہیں جن کے ساتھ آپ نماز کا آغاز کرتے تھے۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے جسم مبارک بھاری ہونے کے بعد کی نماز مراد ہو پس یہ گیارہ رکعات ہوں گی۔ان میں نو رکعات وہ ہیں جن میں وتر بھی شامل ہیں اور دو رکعات بعد میں بیٹھ کر پڑھتے تھے جیسا کہ ابوسلمہ رحمہ اللہ، سعد بن ہشام رحمہ اللہ اور عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ کی روایات میں ہے البتہ مالک کے علاوہ دوسروں نے اس حدیث کی روایت میں کچھ اضافہ کیا ہے۔

1683 - حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ :أَخْبَرَنِي يُونُسُ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، وَابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَهُمْ ,عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ وَيَسْجُدُ سَجْدَةً قَدْرَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ فَيَخْرُجَ مَعَهُ وَبَعْضُهُمْ يَزِيدُ عَلَى بَعْضٍ فِي قِصَّةِ الْحَدِيثِ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء سے فراغت کے بعد فجر تک کے دورانیہ میں گیارہ رکعات نماز پڑھا کرتے تھے۔آپ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے اور دو رکعات کو مزید ایک رکعت کے ساتھ

وتر بناتے تھے۔آپ کے سجدے کی مقدار اتنی ہوتی تھی کہ جیسے (آپ ﷺ کے سر اٹھانے سے پہلے پہلے)تم میں سے کوئی شخص پچاس آیات پڑھ لے۔پھر جب مؤذن فجر کی نماز (کے لیے اذان کہہ کر) خاموش ہوجاتااورآپ کے لیے فجر نمودار ہوجاتی تو آپ اٹھتے اوردوہلکی پھلی سی رکعات پڑھتے ،پھر آپ اپنی داہنی کروٹ کے بل لیٹ جاتے ،یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن اقامت کے لیے آتا تو آپ اس کے ساتھ نماز پڑھانے کے لیے نکل پڑتے۔بعض راویوں نے حدیث بیان کرنے میں دوسروں پر اضافہ کیا ہے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۶۳۱۰ :،صحیح مسلم ۷۳۶ :،سنن ابی داود ۱۳۳۵ :،۱۳۳۶،سنن الترمذی ۴۴۰ :،سنن النسائی ۶۸۵ :،مستخرج ابی عوانۃ ۲۲۹۹ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ گیارہ رکعات بایں طور پر ادا کرتے کہ ان میں آٹھ رکعت تہجد اورتین رکعت وتر ہوتے تھے لہٰذا وتر تین ہی ہیں۔

1684 - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ جَمِيعَ مَا كَانَ يُصَلِّيهِ بَعْدَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى الْفَجْرِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. فَقَدْ عَادَ ذَلِكَ إِلَى حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ وَعَلِمْنَا بِهِ أَنَّ تِلْكَ الصَّلَاةَ هِيَ صَلَاتُهُ بَعْدَمَا بَدَّنَ. وَأَمَّا قَوْلُهَا يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فَإِنَّ ذَلِكَ مُحْتَمَلٌ أَنْ يَكُونَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ فِي الْوِتْرِ وَغَيْرِهِ فَيَثْبُتُ بِذَلِكَ مَا يَذْهَبُ إِلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنَ التَّسْلِيمِ بَيْنَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنْ ذَلِكَ غَيْرَ الْوِتْرِ لِيَتَّفِقَ ذَلِكَ ,وَحَدِيثُ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ ,وَلَا يَتَضَادَّانِ ,مَعَ أَنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ عُرْوَةَ فِي هَذَا خِلَافُ مَا رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْهُ:

☆☆ پس اس حدیث میں ہے کہ آپ عشاء کے بعد فجر تک جتنی نماز ادا کرتے وہ کل گیارہ رکعات ہوتیں،یہ بھی ابوسلمہ رحمہ اللہ کی روایت کی طرف لوٹتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ وہی نماز ہے جو آپ بدن مبارک کے بوجھل ہونے کے بعد پڑھتے

تھے۔ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ آپ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ وتروں اوراس کے علاوہ نماز میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے(مگر دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں یہ احتمال درست نہیں۔ن)اس سے اہلِ مدینہ کا مذہب ثابت ہو گیا کہ دو رکعتوں اور ایک کے بعد سلام پھیرا جائے اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ وتروں کے علاوہ میں دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے تا کہ یہ حدیث سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی روایت کے موافق ہو جائے اور دونوں میں تضاد نہ ہو۔علاوہ ازیں اس ضمن میں عروہ رحمہ اللہ سے اس کے خلاف بھی منقول ہے جو امام زہری رحمہ اللہ نے ان سے روایت کی ہے:

1685-فَمِنْ ذَلِکَ مَا حَدَّثَنَا یُونُس ,قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِکًا حَدَّثَهُ ,عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ,عَنْ أَبِیهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّی بِاللَّیْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَکْعَةً ثُمَّ یُصَلِّی إِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ رَکْعَتَیْنِ خَفِیفَتَیْنِ۔

☆☆ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھا کرتے، پھر جب (فجر کی)اذان سنتے تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھتے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۱۱۷۰ :، صحیح مسلم ۲ :/ ۱۶۳، سنن ابی داود ۹۵۴ :، السنن الکبری للنسائی ۴۱۹ :، ۱۴۲۳، المحلی بالآ ثار لابن حزم : ۲۹۰۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فَهَذَا خِلَافُ مَا فِی حَدِیثِ ابْنِ أَبِی ذِئْبٍ وَعَمْرٍو وَیُونُسَ ,عَنِ الزُّهْرِیِّ ,عَنْ عُرْوَةَ فَذَلِکَ مُحْتَمَلٌ أَنْ یَکُونَ الرَّکْعَتَانِ الزَّائِدَتَانِ فِی هَذَا الْحَدِیثِ عَلَى ذَلِکَ الْحَدِیثِ هُمَا الرَّکْعَتَانِ الْخَفِیفَتَانِ اللَّتَانِ ذَکَرَهُمَا سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ فِی حَدِیثِهِ وَلَیْسَ فِی ذَلِکَ دَلِیلٌ عَلَى وِتْرِهِ کَیْفَ کَانَ .فَنَظَرْنَا فِی ذَلِکَ:

☆☆پس یہ اس حدیث کے مضمون کے خلاف ہے جو ابن ابی ذئب رحمہ اللہ، عمرو رحمہ اللہ اور یونس رحمہ اللہ نے بواسطہ زہری رحمہ اللہ عروہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے۔اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ اس حدیث میں جن دو زائد رکعات کا ذکر ہے یہ وہی دو ہلکی پھلکی رکعات ہوں جن کا ذکر سعد بن ہشام رحمہ اللہ نے اپنی روایت میں کیا ہے، اس میں وتروں کی کیفیت پر کوئی دلیل نہیں پس ہم نے اس میں غور کیا تو دیکھا :

1686-فَإِذَاابْنُ مَرْزُوقٍ قَدْ حَدَّثَنَا ,قَالَ :ثناوَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ,قَالَ :ثناشُعْبَةُ ,عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسِ سَجَدَاتٍ يَعْنِي رَكَعَاتٍ

☆☆ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پانچ رکعات کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۳۷: ،سنن ابی داود ۱۳۵۹ : ،سنن النسائی ۱۷۱۷ : ،صحیح ابن خزیمۃ ۱۰۷۶: ،السنن الکبری للنسائی ۴۳۴ : ،۱۴۱۱ ،مسند الامام احمد بن حنبل ۲۶۳۵۸ : ،۲۵۷۰۲ ،۲۵۲۸۶ ،۲۴۹۲۱ ،۲۴۳۵۷ ،۲۴۲۳۹ ،مسند الحمیدی ۱۹۵ : ،مختصر قیام اللیل وقیام رمضان ۱ : /۲۸۹۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں ان پانچ رکعات میں تین رکعتیں وتر کی تھیں اور دو رکعتیں نفل کی تھیں یعنی تین وتر اور دو نفل ملا کر پانچ رکعات مراد ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم (۷۳۷) میں یہ حدیث بایں الفاظ منقول ہے کہ (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت ادا فرماتے، ان میں سے پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے۔ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہی دیگر متعدد احادیث میں ان تیرہ رکعات کی تفصیل یوں منقول ہے کہ بعض دفعہ نبی ﷺ تیرہ رکعات اس طرح ادا کرتے تھے کہ پہلے نو رکعات ادا کرتے جن میں چھ نفل اور تین وتر ہوتے اور اس کے بعد دو نفل پڑھتے اور پھر فجر کی دو سنتیں ادا کرتے، اس طرح ٹوٹل تیرہ رکعات بن جاتیں (مثلاً دیکھئے شرح معانی ال آ ثار ۱۶۷۶:)۔ نیز بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض دفعہ نبی ﷺ کی تیرہ رکعات اس طرح ہوتی تھیں کہ ان میں دس نفل اور تین وتر ہوتے تھے، چنانچہ عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کہ چار اور تین، چھ اور تین، آ ٹھ اور تین، دس اور تین رکعت۔ اور آپ ﷺ (عموماً) تیرہ رکعات سے زیادہ اور سات سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد ۲۵۱۵۹: ،سنن ابی داود ۱۳۶۲: ،شرح معانی ال آ ثار ۱۶۹۷:)۔ اس صحیح حدیث سے مختلف احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں واضح

طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ پڑھی وہاں دس نفل اور تین وتر ہوتی۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں لیکن زیر بحث اِس حدیث میں راوی نے تین رکعت وتر اور دو نفل کو ملا کر یوں بیان کر دیا کہ نبی ﷺ پانچ رکعت کے ساتھ وتر ادا کرتے تھے۔

1687- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسِ سَجَدَاتٍ وَلَا يَجْلِسُ بَيْنَهَا حَتَّى يَجْلِسَ فِي الْخَامِسَةِ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ رکعات کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے اور ان کے درمیان میں (استراحت کے لیے) نہیں بیٹھتے تھے یہاں تک کہ جب پانچویں رکعت میں بیٹھ جاتے تو پھر سلام پھیر دیتے۔

1688- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ :ثنا يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ :أنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے اور (استراحت کے لیے) نہ بیٹھتے تھے مگر ان کے آخر میں۔

تحقیق الحدیث:

اس حدیث کے بارے میں آگے جا کر روایت نمبر سولہ سو اٹھانوے (۱۶۹۸) کے بعد بحث کرتے ہوئے امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ نے لکھا ہے کہ:

"مَا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ فِي ذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ لَمْ نَجِدْ لَهُ مَعْنًى. وَقَدْ جَاءَتِ الْعَامَّةُ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ غَيْرِهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,بِخِلَافِ ذَلِكَ۔۔۔الخ۔"

"جو کچھ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ پانچ رکعات کے ساتھ وتر بناتے تھے اور صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے، ہم اس کا کوئی مطلب نہیں پاتے اور عام راویوں نے ان کے والد اور دیگر حضرات کے واسطہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے خلاف روایت کیا ہے۔۔۔الخ۔" (شرح معانی الآثار ۱۶۹۸:)۔

فائدہ:

"پانچ رکعتوں کے ساتھ وتر ادا فرماتے۔" میں تین رکعتیں وتر کی تھیں اور دو رکعتیں نفل کی تھیں لیکن راوی نے تین وتر اور دو نفل ملا

کر پانچ رکعات بیان کردیں۔

فَقَدْ خَالَفَ مَا رَوَی هِشَامٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ,عَنْ عُرْوَةَ مَا رَوَی الزُّهْرِیُّ مِنْ قَوْلِهِ کَانَ یُصَلِّی إِحْدَی عَشْرَةَ رَکْعَةً یُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ وَیُسَلِّمُ بَیْنَ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ. فَلَمَّا اضْطَرَبَ مَا رُوِیَ ,عَنْ عُرْوَةَ فِی هَذَا ,عَنْ عَائِشَةَ مِنْ صِفَةِ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ فِیمَا رَوَی عَنْهَا فِی ذَلِکَ حُجَّةٌ ,وَرَجَعْنَا إِلَی مَا رَوَی عَنْهَا غَیْرُهُ. فَنَظَرْنَا فِی ذَلِکَ:

☆☆ پس ہشام رحمہ اللہ اور محمد بن جعفر رحمہ اللہ کی عروہ رحمہ اللہ سے روایت، زہری رحمہ اللہ کی اس روایت کے خلاف ہے کہ آپ گیارہ رکعات ادا کرتے تھے ان میں سے ایک کے ساتھ نماز کو وتر (طاق) بنا دیتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے تھے۔ جب وتروں کی کیفیت کے بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عروہ رحمہ اللہ کی روایت میں اضطراب واقع ہوا تو ان کی روایت میں کوئی دلیل نہیں لہٰذا ہم ام المؤمنین سے کسی دوسرے کی روایت کی طرف رجوع کرتے ہیں، پس اس ضمن میں ہم نے دیکھا:

1689 - فَإِذَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَدْ حَدَّثَنَا ,قَالَ :ثنا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا مُوسَی بْنُ أَعْیَنَ عَنِ الْأَعْمَشِ ,عَنْ إِبْرَاهِیمَ ,عَنِ الْأَسْوَدِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوتِرُ بِتِسْعِ رَکَعَاتٍ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نو رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۵۱ :، سنن الترمذی ۴۴۳ :، ۴۴۴، سنن النسائی ۱۷۲۲ :، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۷۱۳ :، مسند اسحاق بن راھویہ ۱۳۱۸ :، مسند الامام احمد بن حنبل ۲۵۳۴۶ :، ۲۵۹۰۰، السنن الکبری للنسائی ۴۴۹ :، ۱۴۱۹، المعجم الاوسط للطبرانی : ۹۳۰۰۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

نو رکعات پڑھے ان میں چھ رکعتیں نفل کی اور تین رکعتیں وتر کی تھیں یعنی چھ نفل اور تین وتر ملا کر نو رکعات مراد ہیں اور آپ ﷺ کا یہ عمل اس دور کا ہے جب آپ ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تھا۔ ہم اس باب کے آغاز میں عرض کر چکے ہیں کہ رکعاتِ وتر

کے متعلقہ روایات مختلف پائی جاتی ہیں بعض روایات میں تیرہ، بعض میں سترہ، بعض میں گیارہ، بعض میں نو رکعات اور بعض میں سات رکعات کا ذکر ملتا ہے۔ اہلسنت الجماعت احناف کی تحقیق یہ ہے کہ پہلے وتر نفل تھے اور عموماً تہجد کی نماز کے ساتھ ہی پڑھے جاتے تھے اس لیے تہجد اور وتر کو ملا کر ہی بیان کر دیا جاتا تھا کہ آپ ﷺ نے گیارہ یا تیرہ، یا نو (مع تہجد) پڑھے۔ مگر بعد میں وتر واجب ہو گئے تھے، جن روایات میں گیارہ سے زائد رکعات پڑھنے کا ذکر ہے ان روایات کی شوافع اور حنابلہ کی طرف سے یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ یہاں پوری صلوٰۃ اللیل مراد ہے جو آخر میں طاق عدد (وتر) پر مشتمل ہے یعنی ان میں تین رکعتیں وتروں کی ہیں اور آٹھ رکعتیں تہجد کی، اور کبھی تہجد سے پہلے دو ہلکی رکعات، اور دو رکعت نفل وتر کے بعد اور دو رکعت فجر کی سنتیں شامل ہیں۔ احناف کہتے ہیں کہ جو توجیہ شوافع اور حنابلہ نے تیرہ اور سترہ رکعات والی احادیث میں کی ہے وہی توجیہ ہم پانچ، سات، نو اور گیارہ رکعات والی احادیث میں کرتے ہیں یعنی آٹھ رکعات تہجد کے ساتھ تین رکعات وتر تو کل گیارہ رکعات بنیں کسی راوی نے اس کو مکمل نقل کر دیا اور بعض راویوں نے شروع کی دو ہلکی رکعات کو اور وتروں کے بعد کے دو نفلوں کو ساقط کیا تو تیرہ رکعات ہوئیں، اور بعض راویوں نے شروع کی دو ہلکی رکعات اور وتر کے بعد کے دو نفلوں کو ساقط کرنے کے ساتھ ساتھ فجر کی دو سنتوں کو بھی ساقط کر دیا تو انہوں نے گیارہ رکعات کہہ دیا۔ پھر آخر عمر میں جب آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے بعض دفعہ تہجد کی چھ رکعات پڑھیں اور وتر کی تین رکعات ان کے ساتھ ملا کر کل نو رکعتیں ہو گئیں بعض راویوں نے اس زمانہ کا عمل نقل کر دیا اور نو رکعات کہہ دیں۔ اور پھر بعض دفعہ آپ ﷺ نے مزید کمی اور تہجد کی صرف چار رکعتیں پڑھیں، اس زمانے کے عمل کو بعض راویوں سات رکعات کہہ کر بیان کر دیا۔ مختصر یہ کہ ایتار کا لفظ صرف صلوٰۃ الوتر پڑھنے پر بھی بولا گیا ہے اور پوری صلوٰۃ اللیل جو آخر میں طاق عدد والی نماز یعنی وتر پر مشتمل ہو پر بھی بولا گیا ہے۔

1690 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ ,عَنِ الْأَعْمَشِ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ ,عَنِ الْأَسْوَدِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نو رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۵۱ :، سنن الترمذی ۴۴۳ :، ۴۴۴، سنن النسائی ۱۷۲۲ :، مصنف عبد الرزاق الصنعانی ۴۷۱۳ :، مسند اسحاق بن راھویہ ۱۳۱۸ :، مسند الامام احمد بن حنبل ۲۵۳۴۶ :، ۲۵۹۰۰، السنن الکبری للنسائی ۴۴۹ :، ۱۴۱۹، المعجم الاوسط للطبرانی : ۹۳۰۰۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

سابقہ حدیث (۱۶۸۹) والا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

1691 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ,قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِتِسْعٍ فَلَمَّا بَلَغَ سِنًّا وَثَقُلَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ۔

☆☆ حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھا کرتے تھے مگر جب آپ ﷺ بوڑھے ہو گئے اور آپ ﷺ کا جسم مبارک مزید وزنی ہو گیا تو پھر سات رکعات وتر پڑھنے لگے۔ (السنن الکبری للنسائی ۴۲۹: ۱۳۵۶، ۱۴۱۷، اخبار اصبہان ۱: /۴۳۹)

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

آخر عمر میں جب آنحضرت ﷺ نے کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے بعض دفعہ تہجد کی چھ رکعات پڑھیں اور وتر کی تین رکعات ان کے ساتھ ملا کر کل نو رکعتیں ادا کیں اور پھر بعض دفعہ آپ ﷺ نے مزید کمی کی اور تہجد کی صرف چار رکعتیں پڑھیں، اس زمانے کے عمل کو راوی نے سات رکعات کہہ کر بیان کر دیا۔

1692 - حَدَّثَنَا أَبُو أَيُّوبَ يَعْنِي ابْنَ خَلَفٍ الطَّبَرَانِيَّ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَ :ثنا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ، عَنْ عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ وِتْرَهُ كَانَ تِسْعًا۔

☆☆ پس اس حدیث میں ہے کہ آپ کی وتر نماز نو رکعات تھی۔

1693 - إِلَّا أَنَّ فَهْدًا حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ :ثنا أَبُو الْأَحْوَصِ ,عَنِ الْأَعْمَشِ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ : فِيمَا أَظُنُّ ,عَنِ الْأَسْوَدِ ,عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ۔

☆ ☆ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات میں نور کعات پڑھتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۵۱ :، سنن الترمذی ۴۵۷ :، سنن ابن ماجہ ۱۱۶۴ :، سنن النسائی ۱۷۲۵ :، مسند الامام احمد بن حنبل : ۲۴۰۱۹، ۲۴۶۸۹، ۲۶۱۵۹، السنن الکبری للنسائی ۴۲۶ :، ۴۲۷، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، مسند ابی یعلی الموصلی : ۴۳۷۷، ۴۷۹۳، صحیح ابن خزیمۃ ۱۱۶۷ :، حدیث السراج ۲۱۶۷ :، مستخرج ابی عوانۃ ۲۱۰۸ :، ۲۳۱۰، صحیح ابن حبان : ۲۶۱۵، المسند المستخرج علی صحیح مسلم ۱۶۵۲ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

نور کعات میں چھ رکعتیں نفل کی اور تین رکعتیں وتر کی تھیں یعنی چھ نفل اور تین وتر ملا کر نور کعات مراد ہیں اور آپ ﷺ کا یہ عمل اس دور کا ہے جب آپ ﷺ کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تھا۔مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر (۱۶۸۹) والا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

فَفِی هَذَا الْحَدِیثِ أَنَّ تِلْکَ التِّسعَ هِیَ صَلَاتُهُ الَّتِی کَانَ یُصَلِّیهَا فِی اللَّیلِ فَخَالَفَ هَذَا مَا قَبلَهُ مِنْ حَدِیثِ الْأَسْوَدِ. وَاحْتَمَلَ أَنْ یَکُونَ جَمِیعُ مَا سَمَّاهُ وِتْرًا هُوَ جَمِیعُ صَلَاتِهِ الَّتِی فِیهَا الْوِتْرُ. وَالدَّلِیلُ عَلَی ذَلِکَ مَا فِی حَدِیثِ یَحْیَی بْنِ الْجَزَّارِ أَنَّهُ کَانَ یُصَلِّی قَبلَ أَنْ یَضْعُفَ تِسعًا فَلَمَّا بَلَغَ سِنًّا صَلَّی سَبعًا فَوَافَقَ ذَلِکَ مَا رَوَی سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ فِی حَدِیثِهِ مِنَ الثَّمَانِ الَّتِی کَانَ یُصَلِّیهِنَّ أَوَّلًا وَیُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَلَمَّا بَدَّنَ جَعَلَ تِلْکَ الثَّمَانِ سِتًّا ,وَأَوْتَرَ بِالسَّابِعَةِ .فَدَلَّ هَذَا عَلَی أَنَّهُ سَمَّی جَمِیعَ صَلَاتِهِ فِی اللَّیلِ الَّتِی کَانَ فِیهَا الْوِتْرُ وِتْرًا حَتَّی تَتَّفِقَ هَذِهِ الْآثَارُ فَلَا تَتَضَادُّ غَیرَ أَنَّا لَمْ نَقِفْ بَعْدُ عَلَی حَقِیقَةِ الْوِتْرِ إِلَّا فِی حَدِیثِ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَی عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ خَاصَّةً فَنَظَرْنَا هَلْ فِی غَیرِ ذَلِکَ دَلِیلُ عَلَی کَیفِیَّةِ الْوِتْرِ أَیضًا کَیفَ هِیَ؟

☆ ☆پس اس حدیث میں یہ ہے کہ یہ نور کعات وہی نماز ہے جو آپ رات کو پڑھتے تھے، لہٰذا یہ اسود رحمہ اللہ کی پہلی روایت کے خلاف ہے، اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ ان کا تمام رکعات کو وتر کہنے کا مطلب یہ ہو کہ آپ کی تمام نماز نور کعتیں ہوتیں جن میں وتر بھی شامل ہوتے۔ان کی دلیل یحییٰ بن جزار رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ آپ کمزوری سے پہلے نور کعتیں پڑھتے تھے جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچے تو سات رکعات پڑھنے لگے یہ حدیث سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی اس حدیث کے مطابق ہے جس میں ہے کہ آپ آٹھ رکعات پڑھتے اور پھر ایک رکعت کے ساتھ اس نماز کو وتر بناتے۔جب آپ کا بدن مبارک بھاری ہو گیا تو ان آٹھ کو

چھ میں بدل دیا اور ساتویں رکعت کے ساتھ وتر بنایا۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے آپ کی رات کی تمام نماز کو جس میں وتر بھی شامل تھے وتر کہا تا کہ روایات باہم موافق ہوں اوران میں تضاد نہ ہوالبتہ سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ کی روایت کے علاوہ ہم ابھی تک حقیقتِ وتر سے آ گاہ نہ ہو سکے۔ تو ہم نے دیکھا کہ کیا اس کے علاوہ بھی کیفیت وتر کی کوئی دلیل ہے کہ ان کی کیا صورت ہے؟

1694- فَإِذَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَدْ حَدَّثَنَا ,قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ ,قَالَ :أنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ ,عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ,عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَهُمَا بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَيَقْرَأُ فِي الَّتِي فِي الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

☆ ☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتروں سے پہلے کی دو رکعات میں ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى '' اور '' قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ '' پڑھتے اور وتروں میں '' قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ '' ، '' قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ '' اور '' قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاس '' پڑھتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار ۲۶۷ :، سنن الدارقطنی ۱۶۴۹ :، ۱۶۷۵، المستدرک علی الصحیحین للحاکم : ۱۱۴۳، ۲۲۹۲، ۳۹۲۲، ۴۸۵۲، السنن الکبری للبیھقی ۷۸۷ :، شعب الایمان للبیھقی ۲۲۹۶ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث حسن ہے۔

1695- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ سَهْلٍ الدِّمْيَاطِيُّ، قَالَ :ثنا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

☆ ☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تین رکعت وتر پڑھا کرتے تھے، پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص اور سورۃ الناس و سورۃ الفلق کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن الدارقطنی ۱۱۴۴ :، المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۱۱۴۴ :، ۳۹۲۰، السنن الکبری للبیہقی ۴۸۵۱ :، صحیح ابن حبان : ۲۴۴۸، شعب الایمان للبیہقی ۲۲۹۶ :، معرفۃ السنن وال آ ثار للبیہقی ۵۵۵۴ :، شرح السنۃ للبغوی ۹۷۳ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث حسن ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور یہ ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کیے جائیں گے۔

فَأَخْبَرَتْ عَمْرَةُ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِكَيْفِيَّةِ الْوِتْرِ كَيْفَ كَانَتْ وَوَافَقَتْ عَلَى ذَلِكَ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ وَزَادَ عَلَيْهَا سَعْدٌ أَنَّهُ كَانَ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔

☆☆ پس اس حدیث میں عمرہ رحمہا اللہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے وتروں کی کیفیت کی خبر دی ہے کہ ان کی کیا صورت تھی اور اس میں انہوں نے سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی موافقت کی البتہ سعد رحمہ اللہ نے اتنا اضافہ نقل کیا ہے کہ آپ صرف آخر میں سلام پھیرتے تھے۔

1696 - حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو الدِّمَشْقِيُّ, قَالَ :ثنا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ, قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ, عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ, عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الرَّحَبِيِّ, عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ, عَنْ أَبِي مُوسَى, عَنْ عَائِشَةَ, رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي وِتْرِهِ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے وتروں کی تین رکعات میں سورۃ الاخلاص اور معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث حسن درجہ کی ہے، اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ کی شامیوں سے روایت حسن درجہ کی ہوتی ہیں اور یہ روایت بھی ایک شامی سے ہے، لہٰذا حسن ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور یہ ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کیے جائیں گے۔

فَقَدْوَافَقَ هَذَاالْحَدِيثُ أَيْضًامَارَوَى سَعْدٌوَعَمْرَةُ۔

☆☆ پس یہ حدیث بھی سعد رحمہ اللہ اور عمرہ رحمہا اللہ کی روایات کے موافق ہے۔

1697- وَحَدَّثَنَابَحْرُ بْنُ نَصْرٍ ,قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ ,قَالَ :حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ ,عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ" :قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ؟ قَالَتْ :كَانَ يُوتِرُ بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ ,وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ ,وَعَشْرٍ وَثَلَاثٍ وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ"

☆☆ جناب عبداللہ بن ابی قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعات وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا :چاراور تین اور آٹھ اور تین اور دس اور تین رکعات پڑھا کرتے تھے۔ آپ کے وتر سات سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

مسند الامام احمد بن حنبل ۲۵۱۵۹ :،سنن ابی داود ۱۳۶۲ :،شرح معانی ال آ ثار للطحاوی ۱۶۹۷ :،السنن الکبری للبیہقی : ۴۸۰۴،مسند الشامیین للطبرانی ۱۹۱۸ :،مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر للمروزی :ج ا ص ۲۸۲،مسند اسحاق بن راہویہ ۱۶۶۷ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح وثابت ہے۔ چنانچہ شیخ شعیب ارناؤط حفظہ اللہ اور احناف کے مخالفین میں سے بھی متعدد حضرات جیسے زبیر علی زئی اور ناصر الدین البانی وغیرہما نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔(دیکھئے: تعلیق مسند احمد ۲۵۱۵۹:،سنن ابی داود بتحقیق الزبیر :ج ۲ ص ۹۶ ،سنن ابی داود بتحقیق الالبانی ۱۳۶۲ :)

فائدہ:

اس حدیث سے مختلف احادیث میں تطبیق پیدا ہوجاتی ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر بتلادیا گیا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی ،اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ پڑھی وہاں دس نفل اور تین وتر ہوتی۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں اور ایک ہی سلام کے ساتھ ہیں۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ ذِكْرُهَا لَمَّا كَانَ يُصَلِّيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ مِنَ التَّطَوُّعِ وَتَسْمِيَتُهَا إِيَّاهُ وِتْرًا إِلَّا أَنَّهَا قَدْ فَصَلَتْ بَيْنَ الثَّلَاثِ وَبَيْنَ مَا ذَكَرَتْ مَعَهَا وَلَيْسَ فِي ذَلِكَ إِلَّا لِأَنَّ الثَّلَاثَ كَانَ لَهَا مَعْنًى بَائِنٌ مِنْ مَعْنَى مَا قَبْلَهَا فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى مَعْنَى حَدِيثِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوقٍ وَيَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ ,عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُ كَذَلِكَ. وَالدَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا مَا رُوِيَ عَنْهَا مِنْ قَوْلِهَا۔

☆☆ پس اس حدیث میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نفلی نماز کا ذکر کیا اور اسے وتر سے تعبیر کیا البتہ انہوں نے تین رکعتوں اور ان کے ساتھ دیگر مذکورہ رکعتوں کو الگ الگ کیا اور یہ بات اس لیے ہوئی کہ تین رکعتوں کا مفہوم ماقبل کے مفہوم سے الگ ہے پس یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسود رحمہ اللہ، مسروق رحمہ اللہ اور یحییٰ بن جزار رحمہ اللہ کی روایت جو انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کا مطلب بھی یہی ہے نیز اس بات پر آپ کا یہ قول بھی دلیل ہے:

1698 - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ :عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ,قَالَتْ :كَانَ الْوِتْرُ سَبْعًا وَخَمْسًا ,وَالثَّلَاثُ بُتَيْرَاءُ۔

☆☆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وتر سات یا پانچ رکعت ہیں اور تین رکعتیں تو دم کٹی (ناقص) ہیں۔

تحقیق الحدیث:

یہ اثر حسن ہے (وأخرجه ابن أبي شيبة (٦٨٢٨) عن عباد بن العوام عن العلاء بن المسيب عن أبيه عن عائشة به۔)

فائدہ:

اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ صرف تین رکعت وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ان تین وتروں سے پہلے دو یا چار رکعت نفل بھی ادا کیے جائیں، چنانچہ مصنف ابن ابی شیبۃ میں یہ اثر بایں الفاظ منقول ہے کہ :عن عائشة قالت لا يوتر بثلاث بتراء صل قبلها ركعتين أو أربعا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''صرف تین دم کٹی وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ان سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت (نفل) بھی پڑھو۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ ٦٨٢٨:)۔ لہٰذا وتر تو تین ہی ہیں مگر ان سے پہلے دو یا چار رکعات نفل پڑھ لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے اگر وتروں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں تو رکعات کی مجموعی تعداد پانچ ہو جائے گی اور اگر وتروں سے پہلے چار رکعت نفل پڑھے جائیں تو رکعات کی مجموعی تعداد سات ہو جائے گی، امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ ۳۲۱ھ نے بھی اس طرح کی احادیث کا یہی مطلب بیان کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

فَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُ كَرِهَ أَنَّهُ يُوتِرُ وِتْرًا لَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ ,وَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ قَبْلَهُ تَطَوُّعٌ إِمَّا رَكْعَتَانِ وَإِمَّا أَرْبَعٌ .

''ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وتروں کو اس طرح تنہا پڑھنا ناپسند کرتے تھے کہ اس سے پہلے نفل نہ ہوں بلکہ آپ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے نفل ہوں دو رکعتیں ہوں یا چار رکعتیں۔'' (شرح معانی الآثار ١٧١٧:)

فَكَرِهَتْ أَنْ تَجْعَلَ الْوِتْرَ ثَلَاثًا لَمْ يَتَقَدَّمْهُنَّ شَيْئٌ حَتَّى يَكُونَ قَبْلَهُنَّ غَيْرُهُنَّ ,فَلَمَّا كَانَ الْوِتْرُ عِنْدَهَا أَحْسَنَ مَا يَكُونُ هُوَ أَنْ يَتَقَدَّمَهُ تَطَوُّعٌ إِمَّا أَرْبَعٌ وَإِمَّا اثْنَتَانِ جَمَعَتْ بِذَلِكَ تَطَوُّعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ الَّذِي صَلُحَ بِهِ الْوِتْرُ الَّذِي بَعْدَهَا وَالْوِتْرَ فَسَمَّتْ ذَلِكَ بِذَلِكَ وِتْرًا. إِلَّا أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ فِي جُمْلَةِ ذَلِكَ عَنْهَا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثًا فَثَبَتَ مِنْ رِوَايَتِهَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَوَاهُ عَنْهَا سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ لِمُوَافَقَةِ قَوْلِهَا مِنْ رَأْيِهَا إِيَّاهُ. فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثًا لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ .

☆☆ پس چونکہ آپ رضی اللہ عنہا اس صورت میں تین رکعتوں کو ناپسند کرتی تھیں کہ اس سے پہلے کچھ نماز نہ ہو اور آپ کے نزدیک پسندیدہ وتر وہ تھے جن سے پہلے نفل ہوں چار ہوں یا دو، تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کے رات کے نوافل کو بھی ان کے ساتھ جمع کر کے سب کو وتر فرمایا۔ بہر حال اس کے ضمن میں ثابت ہو گیا کہ وتر تین رکعات ہیں تو سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے ام المؤمنین کی روایت جسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے ان کے قول اور رائے کی موافقت ثابت ہو گئی اس سے ثابت ہوا کہ وتر تین رکعات ہیں اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا جائے۔

غَيْرَ أَنَّ مَا رَوَاهُ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ فِي ذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ لَمْ نَجِدْ لَهُ مَعْنًى. وَقَدْ جَائَتِ الْعَامَّةُ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ غَيْرِهِ ,عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا ,بِخِلَافِ ذَلِكَ ,فَمَا رَوَتْهُ الْعَامَّةُ أَوْلَى مِمَّا رَوَاهُ هُوَ وَحْدَهُ وَانْفَرَدَ بِهِ. وَقَدْ رُوِيَتْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ آثَارٌ يَعُودُ مَعْنَاهَا أَيْضًا إِلَى الْمَعْنَى الَّذِي عَادَ إِلَيْهِ مَعْنَى حَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا .

☆☆ البتہ اس سلسلے میں جو کچھ ہشام بن عروہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ پانچ رکعات کے ساتھ وتر بناتے تھے اور صرف ان کے آخر میں بیٹھتے تھے، ہم اس کا کوئی مطلب نہیں پاتے اور عام راویوں نے ان کے والد اور دیگر حضرات کے واسطہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے خلاف روایت کیا ہے پس جو کچھ عام راویوں نے روایت کیا ہے وہ ان کی انفرادی اور تنہا روایت کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے اور اس سلسلے میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے رسول اللہ ﷺ سے کچھ روایات منقول ہیں جن کا مفہوم وہی ہے جو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کا ہے:

1699 -فَمِنْ ذَلِكَ :مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ وَبَكَّارٌ ,قَالَا :ثنا وَهْبٌ ,قَالَ :ثنا شُعْبَةُ ,عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ,قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت (جن

میں تین وتر ہوتے تھے) پڑھتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ١١٣٨ :، ٦٩٨، صحیح مسلم ٧٦٣ :، ٦٤٧، سنن ابی داود ١٣٦٥ : سنن الترمذی ٤٤٢ :، مسند ابن الجعد ١٢٨٧ :، مسند ابی داود الطیالسی ٢٨٢٩ :، ٢٨٧١، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ٣٨٦٨ :، ٤٧٠٦، ٤٧٠٧، مصنف ابن ابی شیبۃ ٨٤٨٧ :، مسند احمد ٢٢٧٦ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

1700- وَمِنْ ذَلِکَ مَا قَدْ حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَیْمَۃَ ,قَالَ :ثنا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ قَالَ :ثنا وُھَیْبُ بْنُ خَالِدٍ ,عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ بْنِ خَالِدٍ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا أَنَّہٗ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِہٖ مَیْمُونَۃَ ,فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ یُصَلِّی فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ,ثُمَّ قُمْتُ عَنْ یَسَارِہٖ فَجَذَبَنِی فَأَدَارَنِی عَنْ یَمِینِہٖ ,فَصَلَّی ثَلَاثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً ,قِیَامُہٗ فِیھِنَّ سَوَاءٌ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ پس نبی ﷺ (رات کو) اٹھے اور نماز پڑھنے لگے۔ چنانچہ میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور وضو کرکے آپ ﷺ کے بائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے کھینچ کر مجھے اپنے دائیں پہلو کی جانب کرلیا، آپ نے تیرہ رکعات (جن میں تین وتر ہوتے تھے) پڑھیں، جن میں آپ کا قیام برابر تھا۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ١١٣٨ :، ٦٩٨، صحیح مسلم ٧٦٣ :، ٦٤٧، سنن ابی داود ١٣٦٥ : سنن الترمذی ٤٤٢ :، مسند ابن الجعد ١٢٨٧ :، مسند ابی داود الطیالسی ٢٨٢٩ :، ٢٨٧١، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ٣٨٦٨ :، ٤٧٠٦، ٤٧٠٧، مصنف ابن ابی شیبۃ ٨٤٨٧ :، مسند احمد ٢٢٧٦ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

1701-وَمِنْ ذَلِکَ مَا حَدَّثَنَا بَکَّارٌ ,قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا شُعْبَةُ ,عَنْ سَلَمَةَ بْنِ کُهَیْلٍ ,قَالَ :سَمِعْتُ کُرَیْبًا یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فَذَکَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ :فَتَکَامَلَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَکْعَةً۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے، البتہ اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: آپ کی تیرہ رکعت نماز مکمل ہوئی۔

فَقَدِ اتَّفَقَ هَذَا الْحَدِیثُ وَحَدِیثُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا فِی جُمْلَةِ صَلَاتِهِ أَنَّهَا کَانَتْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَکْعَةً. إِلَّا أَنَّهُ لَا تَفْصِیلَ فِی حَدِیثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فَأَرَدْنَا أَنْ نَنْظُرَ هَلْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فِی تَفْصِیلِ ذَلِکَ شَیْءٌ. فَنَظَرْنَا فِی ذَلِکَ:

☆☆ پس یہ حدیث اورام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ آپ کی تمام نماز تیرہ رکعات تھیں لیکن سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہا کی حدیث میں تفصیل نہیں، لہٰذا ہم نے چاہا کہ دیکھیں کیا آپ سے اس سلسلے میں کوئی تفصیل مروی ہے پس ہم نے اس سلسلے میں دیکھا:

1702-فَإِذَا عَلِیُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ ,قَالَ :ثنا یُونُسُ بْنُ أَبِی إِسْحَاقَ ,عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو ,عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ ,عَنْ أَبِیهِ قَالَ" :أَمَرَنِی الْعَبَّاسُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ أَنْ أَبِیتَ بِآلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَدَّمَ إِلَیَّ أَنْ لَا تَنَامَ حَتَّی تَحْفَظَ لِی صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ» :فَصَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ,ثُمَّ نَامَ ,ثُمَّ قَامَ ,فَبَالَ ,ثُمَّ تَوَضَّأَ ,ثُمَّ صَلَّی رَکْعَتَیْنِ ,لَیْسَتَا بِطَوِیلَتَیْنِ وَلَا بِقَصِیرَتَیْنِ ,ثُمَّ عَادَ إِلَی فِرَاشِهِ ,ثُمَّ نَامَ حَتَّی سَمِعْتُ غَطِیطَهُ أَوْ خَطِیطَهُ ثُمَّ اسْتَوَی وَفَعَلَ مِثْلَ ذَلِکَ حَتَّی صَلَّی سِتَّ رَکَعَاتٍ وَأَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔

☆☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے (میرے والد) حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میں آلِ نبی ﷺ کے ہاں رات گزاروں مجھے فرمایا کہ :رات کو نہ سوؤں یہاں تک کہ میرے لیے آپ کی رات کی نماز محفوظ کرلوں۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کے ساتھ نماز عشاء ادا کی، پھر آپ سو گئے، پھر اٹھے اور پیشاب و وضو کیا۔پھر دو رکعت ادا کیں جو کچھ طویل نہ تھیں اور نہ بالکل چھوٹی تھیں، پھر اپنے بستر کی طرف لوٹ آئے پھر سو گئے، یہاں تک کہ میں نے آپ کی خراٹے کی آواز سنی، پھر آپ اٹھے اور اسی طرح کیا یہاں تک کہ چھ رکعات ادا کیں اور تین رکعت وتر ادا کئے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۶۳ :،سنن ابی داود ۵۸ :، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴،سنن النسائی ۳: /۲۳۷،صحیح ابن خزیمہ ۴۴۸:،۴۴۹،المنتخب من مسند عبد بن حمید ۶۷۲:،مسند الامام احمد بن حنبل ۱ : /۳۷۳۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ نبی ﷺ تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

1703- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ :ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ :ثنا أَبِي، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1704- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ، قَالَ :أنا حُصَيْنٌ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ,غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :ثُمَّ أَوْتَرَ وَلَمْ يَقُلْ بِثَلَاثٍ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے، البتہ اس میں (راوی حدیث نے) نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے وتر پڑھے، تین کا ذکر نہیں کیا۔

فَأَخْبَرَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ ,عَنْ وِتْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ كَانَ فِي صَلَاتِهِ تِلْكَ وَأَنَّهُ ثَلَاثٌ وَخَالَفَ أَبَا جَمْرَةَ وَعِكْرِمَةَ بْنَ خَالِدٍ وَكُرَيْبًا فِي عَدَدِ التَّطَوُّعِ. وَأَمَّا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ فَرَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي ذَلِكَ:

☆☆ پس علی بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ نے اپنے والد کے واسطہ سے نبی ﷺ کے وتروں کے بارے میں خبر دی کہ آپ کی نماز کا طریقہ کیا تھا نیز بتایا کہ وتر تین رکعات ہیں اور انہوں نے نفلوں کی تعداد کے بارے میں ابوجمرہ رحمہ اللہ، عقبہ رحمہ اللہ، عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ اور کریب رحمہ اللہ کے خلاف فرمایا ہے اور اس ضمن میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

1705- مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ,قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ ,قَالَ :سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ح

1706- وَحَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ قَالَ :ثنا أَبُو عَامِرٍ ح

1707- وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ قَالَا :ثنا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ :بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ ,فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ,ثُمَّ جَاءَ فَصَلَّى أَرْبَعًا ,ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى خَمْسَ رَكَعَاتٍ ,ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ نَامَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ أَوْ خَطِيطَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری، آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، پھر (گھر) تشریف لے آئے اور چار رکعتیں پڑھیں، پھر کھڑے ہوئے اور پانچ رکعتیں پڑھیں (جن میں تین وتر اور دو نفل تھے)، پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ کے خراٹے کی آواز سنی (پھر بیدار ہوئے) اور پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۱۱۳۸ :، ۶۹۸، صحیح مسلم ۷۶۳ :، ۷۶۴، سنن ابی داود ۱۳۶۵ :، سنن الترمذی ۴۴۲ :، مسند ابن الجعد ۱۲۸۷ :، مسند ابی داود الطیالسی ۲۸۲۹ :، ۲۸۷۱، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۳۸۶۸ :، ۴۷۰۶، ۴۷۰۷، مصنف ابن ابی شیبۃ ۸۴۸۷ :، مسند احمد ۲۲۷۶ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْوِتْرِ . فَقَدْ وَافَقَ عَلِيَّ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فِي التِّسْعِ الَّتِي مِنْهَا الْوِتْرُ وَزَادَ عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْوِتْرِ . وَقَدْ رُوِيَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَيَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُفْرَدًا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ ثَلَاثٌ :

☆☆ پس اس حدیث میں ہے کہ آپ نے گیارہ رکعات ادا کیں ان میں دو رکعتیں وتروں کے بعد تھیں انہوں نے ان نو رکعات میں علی بن عبداللہ رحمہ اللہ کی موافقت کی جس میں وتر بھی شامل ہیں البتہ وتروں کے بعد دو رکعات کا اضافہ ذکر کیا۔ سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور یحییٰ بن جزار رحمہ اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الگ بھی روایت کرتے ہیں جو تین رکعات پر دلالت کرتی ہیں :

1708- فَمِنْ ذَلِكَ مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ,قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ ,عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابن ماجہ ۱۱۷۲ :،سنن الترمذی ۴۶۲:،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۸۰:،مسندالامام احمد بن حنبل ۲۷۲۰ :، ۲۷۲۰، ۲۷۱۴،سنن الدارمی ۱۶۲۷:،مسند ابی یعلی الموصلی ۲۵۵۵:،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۶۷۹:،حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ۵: / ۶۲،السنن الکبری للبیہقی ۳: /۴۱۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ وتر تین ہیں اور ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیے جائیں گے۔

1709- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا لُوَيْنٌ، قَالَ :ثنا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1710- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا لُوَيْنٌ، قَالَ :ثنا شَرِيكٌ، عَنْ مُخَوَّلٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ ,يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ،انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورت الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابن ماجہ ۱۱۷۲ :،سنن الترمذی ۴۶۲:،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۸۰:،مسندالامام احمد بن حنبل ۲۷۲۰:،سنن الدارمی ۱۶۲۷:،مسند ابی یعلی الموصلی ۲۵۵۵:،المعجم الکبیر للطبرانی ۱۲۶۷۹:،حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ۵: / ۶۲،السنن الکبری للبیہقی ۳: /۴۱۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اور متعدد طرق کے ساتھ منقول ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ وتر تین ہیں اور ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیے جائیں گے۔

1711- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا ابْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :أنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

فَهَذَا فِيهِ تَحْقِيقُ مَا رَوَى عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ مِنْ وِتْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ ثَلَاثًا. وَأَمَّا كُرَيْبٌ فَرَوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي ذَلِكَ:

☆☆ پس اس سے وہی بات ثابت اور متحقق ہوتی ہے جو علی بن عبداللہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ کے وتروں کے بارے میں روایت کی ہے کہ وہ تین رکعات تھیں اور اس سلسلے میں کریب رحمہ اللہ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں روایت کیا ہے:

1712- مَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا الْوُحَاظِيُّ قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ,قَالَ :ثنا شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ أَنَّ كُرَيْبًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ :بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ,فَلَمَّا انْصَرَفَ مِنَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ انْصَرَفْتُ مَعَهُ ,فَلَمَّا دَخَلَ الْبَيْتَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ,رُكُوعُهُمَا مِثْلُ سُجُودِهِمَا. وَسُجُودُهُمَا مِثْلُ قِيَامِهِمَا ,ثُمَّ اضْطَجَعَ مَكَانَهُ فِي مُصَلَّاهُ ,حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ ,ثُمَّ تَعَارَّ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَذَلِكَ ,ثُمَّ اضْطَجَعَ ثَانِيَةً مَكَانَهُ فَرَقَدَ حَتَّى سَمِعْتُ غَطِيطَهُ ,ثُمَّ فَعَلَ مِثْلَ ذَلِكَ خَمْسَ مَرَّاتٍ فَصَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ,وَأَتَاهُ بِلَالٌ فَآذَنَهُ بِالصُّبْحِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں گزاری۔ پس آپ ﷺ عشاء سے واپس لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل دیا۔ گھر میں داخل ہو کر آپ نے دو ہلکے پھلکے رکوع والی رکعات ادا کیں ان کے رکوع، سجدے اور قیام تمام یکساں تھے۔ پھر اپنی نماز کی جگہ آپ نے آرام فرمایا یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی، پھر آپ نے نیند سے بیدا ہو کر وضو کیا اور دو رکعت اسی طرح کی ادا فرمائیں، پھر دوبارہ اپنی اسی جگہ آرام فرمانے لگے اور سو گئے، میں نے آپ کی خراٹے کی آواز سنی، پھر آپ نے پانچ مرتبہ اسی طرح کیا اور اس طرح دس رکعات ادا

فرمائیں، پھر ایک کو ملا کر ان کو وتر بنایا۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ آ گئے اور نماز صبح کی اطلاع دی تو آپ ﷺ نے دو رکعت ادا فرما کر نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن ابی داود ۱۳۵۵: ۵۸، ۵۸، مسند احمد ۲۵۵۹: ، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۳۸۶۲: ، مسند الحمیدی ۴۷۷: ۴۷۸، مسند احمد ۲۵۵۹ : ، ۳۱۹۴، مسند البزار ۵۲۲۰: ، السنن الکبری للنسائی ۳۹۶: ، مستخرج ابی عوانۃ ۷۳۶: ۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث حسن ہے، اس کے شواہدات پائے جاتے ہیں۔

فائدہ:

''دس رکعات ادا فرمائیں اور پھر ایک کو ملا کر ان کو وتر بنایا۔'' یعنی مجموعی طور پر گیارہ رکعتیں پڑھیں جن میں تین وتر اور آٹھ رکعت تہجد تھی، لہذا وتر تین ہی ہیں اور ایک سلام کے ساتھ ہیں جیسا کہ اس کی وضاحت آگے حدیث نمبر سترہ سو تیرہ (۱۷۱۳) میں بایں الفاظ موجود ہے کہ: ''حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں اور پھر تین وتر پڑھے۔'' (شرح معانی الآ ثار : ۱۷۱۳)

فَقَدْ أَخْبَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ صَلَّى عَشْرَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ مَعَ ثِنْتَيْنِ قَدْ تَقَدَّمَتَاهَا , فَتَكُونَانِ مَعَ هَذِهِ الْوَاحِدَةِ ثَلَاثًا لِيَسْتَوِيَ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ وَمَعْنَى حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ ,وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ,وَيَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ .ثُمَّ نَظَرْنَا هَلْ رُوِيَ عَنْهُ مَا يُبَيِّنُ ذَلِكَ:

☆☆ پس اس حدیث میں خبر دی کہ آپ نے دس رکعات ادا کیں اور پھر ایک رکعت کو ملا کر وتر بنا دیں پس اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ ان دو رکعتوں کے ساتھ ایک کو ملا کر وتر ادا کیے جو پہلے ادا کر چکے تھے پس ایک رکعت کے ساتھ یہ تین رکعتیں ہو گئیں یہ احتمال اس لیے ہے تا کہ اس حدیث اور علی بن عبداللہ رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ اور یحییٰ بن جزار رحمہ اللہ کی حدیث کا مفہوم ایک جیسا ہو جائے پھر ہم نے دیکھا کہ کیا ان سے اس کا کوئی بیان بھی مروی ہے؟:

1713- فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُنْقِذٍ الْعُصْفُرِيُّ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ :ثنا الْمُقْرِى ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوب ,قَالَ :ثنا عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا :أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ قَالَ :فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔

☆☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں، پھر دو رکعت پڑھیں اور پھر تین وتر پڑھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۱۸۳ :، ۹۹۲، صحیح مسلم ۷۶۳ :، ۷۶۳، سنن ابی داود ۱۳۶۴ :، ۱۳۶۷، سنن ابن ماجہ ۱۳۶۳ :، سنن النسائی ۱۶۲۰ :، السنن الکبری للنسائی ۳۹۷ :، ۱۳۳۹، ۱۱۰۲۱، مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۷۰۸ :، مسند الامام احمد بن حنبل : ۲۱۶۴، ۳۳۷۲۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ وتر تین ہیں اور ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیے جائیں گے۔

فَاتَّفَقَ هَذَا الْحَدِيثُ وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ ,عَلَى أَنَّ جَمِيعَ مَا صَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ,وَبَيَّنَ هَذَا أَنَّ الْوِتْرَ فِيهَا ثَلَاثٌ فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ أَبِي دَاوُدَ ,ثُمَّ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ,أَيْ مَعَ اثْنَتَيْنِ قَدْ تَقَدَّمَتَاهَا هُمَا مَعَهَا وِتْرٌ۔

☆☆ پس یہ حدیث اور ابن ابی داود رحمہ اللہ کی حدیث اس بات پر متفق ہو گئیں کہ آپ کی تمام نماز گیارہ رکعات تھیں اور ان میں تین رکعات وتر تھے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ ابن ابی داود رحمہ اللہ کی حدیث کہ پھر ایک رکعت کے ساتھ وتر ادا کیے سے مراد یہ ہے کہ پہلی دو رکعات بھی اس کے ساتھ وتروں میں شامل تھیں۔

1714- حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ، أَنَّ مَالِكًا، حَدَّثَهُ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا حَدَّثَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ,ثُمَّ أَوْتَرَ ,ثُمَّ اضْطَجَعَ ,ثُمَّ جَائَهُ الْمُؤَذِّنُ ,فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ,ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری اوروہ ان کی خالہ تھیں۔(فرماتے ہیں): پس رسول اللہ ﷺ نے دورکعتیں پڑھیں، پھر دورکعتیں، پھر دورکعتیں، پھر دورکعتیں، پھر دورکعتیں، پھر دورکعتیں پڑھیں اور پھر وتر پڑھے۔اس کے بعد لیٹ گئے،حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ نے اٹھ کر ہلکی سی دورکعتیں پڑھیں، پھر تشریف لے گئے اور فجر کی نماز پڑھائی۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح البخاری ۱۸۳ :،۹۹۲،صحیح مسلم ۷۶۳ :،۷۶۳،سنن ابی داود ۱۳۶۴ :،۱۳۶۷،سنن ابن ماجہ ۱۳۶۳ :،سنن النسائی ۱۶۲۰ :،السنن الکبری للنسائی ۳۹۷ :،۱۳۳۹،۱۱۰۲۱،مصنف عبدالرزاق الصنعانی ۴۷۰۸ :،مسند الامام احمد بن حنبل : ۲۱۶۴،۳۳۷۲۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فَقَدْ زَادَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُخَالِفْهُ فِي الْوِتْرِ فَكَانَ مَا رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا جُمِعَتْ مَعَانِيهِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ .وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنْ قَوْلِهِ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ۔

☆☆ پس اس حدیث میں دورکعت کا اضافہ بیان کیا ہے لیکن وتروں کے سلسلے میں مخالفت نہیں کی پس جو کچھ ہم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اگر ان کے معانی کو جمع کیا جائے تو وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے تھے اور اس سلسلے میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اپنا قول بھی منقول ہے۔

1715 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْحَضْرَمِيُّ ,قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ ,قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ عَطَاءٍ ,عَنِ الْأَعْمَشِ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ,عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :إِنِّي لَأَكْرَهُ أَنْ يَكُونَ بَتْرَاءَ ثَلَاثًا ,وَلَكِنْ سَبْعًا أَوْ خَمْسًا۔

☆☆ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ،انہوں نے فرمایا: میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ محض تین وتر دُم کٹے (ناقص) ہوں بلکہ سات یا پانچ رکعت ہوں (یعنی تین رکعت وتر سے پہلے دونفل پڑھ کر پانچ رکعات بنالی جائیں یا تین رکعت وتر سے پہلے چار رکعت نفل کر سات رکعات بنالی جائیں)،(مصنف عبدالرزاق ۴۶۴۸ :)۔

تحقیق الحدیث:

یہ اثر حسن درجہ کا ہے۔

فائدہ:

اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما صرف تین رکعت وتر پڑھنے پر اکتفاء کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اس بات کو زیادہ بہتر سمجھتے تھے کہ تین رکعت وتر سے پہلے دو یا چار رکعت نفل بھی پڑھ لیے جائیں جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ :لایوتر بثلاث بتراء صل قبلها رکعتین أو أربعا۔ ''صرف تین دم کٹی وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ان سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت (نفل) بھی پڑھو۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۲۸: ،شرح معانی الآ ثار ۱۶۹۸:)۔لہٰذا وتر تو تین ہی ہیں مگر ان سے پہلے دو یا چار رکعات نفل پڑھ لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے، اگر وتروں سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں تو رکعات کی مجموعی تعداد پانچ ہوجائے گی اور اگر وتروں سے پہلے چار رکعت نفل پڑھے جائیں تو رکعات کی مجموعی تعداد سات ہوجائے گی، حضرت امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ نے بھی اس طرح کی احادیث کا یہی مطلب بیان کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

فَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُ كَرِهَ أَنَّهُ يُوتِرُ وِتْرًا لَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ ,وَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ قَبْلَهُ تَطَوُّعٌ إِمَّا رَكْعَتَانِ وَإِمَّا أَرْبَعٌ .

''ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وتروں کو اس طرح تنہا پڑھنا ناپسند کرتے تھے کہ اس سے پہلے نفل نہ ہوں بلکہ آپ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے نفل ہوں دو رکعتیں ہوں یا چار رکعتیں۔'' (شرح معانی الآ ثار ۱۷۱۷:)

1716 - حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْغَافِقِيُّ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ.

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1717 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ :أنا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

فَهَذَا عِنْدَنَا عَلَى أَنَّهُ كَرِهَ أَنَّهُ يُوتِرُ وِتْرًا لَمْ يَتَقَدَّمْهُ تَطَوُّعٌ ,وَأَحَبَّ أَنْ يَكُونَ قَبْلَهُ تَطَوُّعٌ إِمَّا رَكْعَتَانِ وَإِمَّا أَرْبَعٌ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :فَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا خِلَافُ هَذَا۔

☆☆ پس ہمارے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وتروں کو اس طرح تنہا پڑھنا ناپسند کرتے تھے کہ اس سے پہلے نفل نہ ہوں بلکہ آپ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے نفل ہوں دو رکعتیں ہوں یا چار رکعتیں۔ پس اگر کوئی آدمی کہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے خلاف بھی منقول ہیں:

1718 - فَذَكَرَ مَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَيْمُونٍ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ :ثنا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ ,عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ,عَنْ عَطَاءٍ قَالَ :

قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا :هَلْ لَكَ فِي مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ,وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يَعِيبَ مُعَاوِيَةَ ,فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : أَصَابَ مُعَاوِيَةُ۔

☆☆ عطاء رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ کیا آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس بات پر کوئی اعتراض ہے کہ انہوں نے ایک رکعت کے ساتھ وتر بنایا۔ اس آدمی کا مقصد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر عیب لگانا تھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''وہ (مجتہد ہونے کی وجہ سے) مصیب ہیں۔''

تحقیق الحدیث:

یہ اثر حسن ہے۔

فوائد ومسائل:

۱...صحیح بخاری کی روایت (۳۷۶۵) میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا :أصاب انه فقيه۔ ''وہ فقیہ ہونے کی وجہ سے مصیب ہیں۔'' یعنی اگرچہ اس مسئلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اجتہادی غلطی پر ہیں مگر مجتہد اور فقیہ ہونے کی وجہ سے مصیب ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرنے والا شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید چاہتا تھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر مصلحت کے پیش نظر فرمایا کہ وہ اجتہادی غلطی کے باوجود مجتہد ہونے کی وجہ سے مصیب ہیں مگر ایک دوسرے موقع پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلطی پر سخت نکیر کرتے ہوئے فرمایا: ''اس نے یہ چیز کہاں سے لی؟'' (شرح معانی الآ ثار ۱۷۱۹ :) اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مسئلہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو غلطی پر سمجھتے تھے۔

۲...اس میں اس بات کا بھی احتمال موجود ہے کہ شاید سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے دو رکعات ادا کی ہوں اور پھر ایک رکعت ادا کر کے یوں تین پوری کی ہوں یعنی دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان جدائی ڈالی ہو جیسا کہ اس طرح کی ایک روایت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی منقول ہے (دیکھئے :شرح معانی الآ ثار ۱۶۶۵:) مگر واضح رہے کہ دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرنا افضل نہیں ہے بلکہ افضل اور مسنون یہ ہے کہ تین رکعات وتر کو ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیا جائے اور ان تین رکعات میں جدائی نہ کی جائے بلکہ تینوں کو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کیا جائے، اکثر امت کا عمل اسی پر چلا آ رہا ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے (سنن النسائی ۱۶۹۸ :،مؤطا محمد ۲۶۶:) جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ

تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے نیز مستدرک حاکم (۱۱۴۰) کی روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ بھی موجود ہے کہ: ’’اور امیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی تھا (یعنی تین رکعات وتر ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے) اور ان ہی سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ حاصل کیا۔‘‘ اور مسند احمد بن حنبل (۲۵۲۲۳) کی حدیث میں بھی ہے کہ: ’’رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا کرتے اور ان کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔‘‘ پس ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر کو ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرنا مسنون اور افضل ہے۔

۳... یہ بھی واضح رہے کہ نبی ﷺ صرف ایک وتر پڑھنا صراحتاً کسی بھی قولی یا فعلی حدیث سے ثابت نہیں۔ چنانچہ مشہور شافعی محدث حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ م ۶۴۳ھ فرماتے ہیں:

لا نعلم فی روایات الوتر مع کثرتها انه علیه السلام اوتر برکعة فحسب۔ (تلخیص الحبیر: ۲/۱۵)

وتر کی احادیث کی کثرت کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ کسی (مرفوع) حدیث میں آیا ہو کہ نبی علیہ السلام نے وتر کی صرف ایک رکعت پڑھی ہے۔

بعض حضرات نے وتر کی ایک رکعت ہونے پر اس قولی حدیث استدلال کیا ہے جس میں ’’صل رکعة واحدة‘‘ کے الفاظ آئے ہیں لیکن حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وتعقب بانه لیس صریحا فی الفصل، فیحتمل ان یرید بقوله: صل رکعة واحدة ای مضافة الی رکعتین مما مضی۔

(فتح الباری: ۲/۶۱۰)

یہ استدلال مردود ہے کیوں کہ یہ حدیث صرف ایک رکعت کے الگ پڑھنے میں صریح نہیں ہے۔ اس لئے کہ احتمال ہے کہ آپ ﷺ مراد صل رکعة واحدة سے یہ ہو کہ وہ شخص پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا کر (تین رکعتیں) پڑھے۔

قِيلَ لَهُ: قَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي فِعْلِ مُعَاوِيَةَ هَذَا مَا يَدُلُّ عَلَى إِنْكَارِهِ إِيَّاهُ عَلَيْهِ. وَذَلِكَ:

☆☆ اس آدمی کو جواب میں کہا جائے گا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر نکیر کی ہے اور وہ یوں ہے:

1719- أَنَّ أَبَا غَسَّانَ مَالِكَ بْنَ يَحْيَى الْهَمْدَانِيَّ حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ, قَالَ: أنا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ, عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ نَتَحَدَّثُ حَتَّى ذَهَبَ هَزِيعٌ مِنَ اللَّيْلِ, فَقَامَ مُعَاوِيَةُ, فَرَكَعَ رَكْعَةً وَاحِدَةً, فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِنْ أَيْنَ تُرَى أَخَذَهَا الْحِمَارُ۔

☆☆ عکرمہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا حتیٰ کہ

رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک رکعت پڑھی تو اس پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اس حمار نے یہ چیز کہاں سے لی؟''

تحقیق الحدیث:

یہ اثر حسن ہے۔

فائدہ:

حدیث نمبر (۱۷۱۸) والا فائدہ دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔

1720- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ :ثنا عِمْرَانُ، فَذَكَرَ بِإِسْنَادِهِ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقُلِ الْحِمَارُ۔

☆☆ یہی اثر ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے البتہ اس میں (راوی نے) حمار کا لفظ بیان نہیں کیا۔

وَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَصَابَ مُعَاوِيَةُ عَلَى التَّقِيَّةِ لَهُ ,أَيْ أَصَابَ فِي شَيْءٍ آخَرَ لِأَنَّهُ كَانَ فِي زَمَنِهِ ,وَلَا يَجُوزُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ مَا خَالَفَ فِعْلَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي قَدْ عَلِمَهُ عَنْهُ صَوَابًا. وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْوِتْرِ أَنَّهُ ثَلَاثٌ۔

☆☆ پس ممکن ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول کہ معاویہ مصیب ہیں توریۃً ہو یعنی کسی دوسرے کام میں مصیب ہیں کیونکہ یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت تھا اور ہمارے نزدیک یہ بات جائز نہیں کہ انہوں نے جو کام رسول اللہ ﷺ کے عمل کے خلاف کیا ہو وہ اسے آپ سے صحیح طور پر ثابت سمجھتے ہوں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔

1721- 1722- حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَهْمِيُّ، قَالَ :أنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي مَنْصُورٍ، قَالَ" :سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ :ثَلَاثٌ "وَقَالَ ابْنُ لَهِيعَةَ :وَحَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدَةَ، عَنْ أَبِي مَنْصُورٍ، بِذَلِكَ۔

☆☆ ابو منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے وتروں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ''وتر تین رکعت ہیں۔''

تحقیق الحدیث:

ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے ضعیف ہونے کی وجہ سے یہ اثر بلحاظ سند ضعیف ہے۔

1723- حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، قَالَ :سَمَرَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

حَتَّى طَلَعَتِ الْحَمْرَاءُ ثُمَّ نَامَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِأَصْوَاتِ أَهْلِ الزَّوْرَاءِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ" :أَتَرَوْنَنِي أُدْرِكُ أُصَلِّي ثَلَاثًا ,يُرِيدُ الْوِتْرَ وَرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَصَلَاةَ الصُّبْحِ ,قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَالُوا :نَعَمْ ,فَصَلَّى۔

☆☆ابو یحییٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما رات کو باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ حمراء (فجر سے پہلے طلوع ہونے والا ایک روشن ستارہ) نکل آیا، اس کے بعد سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سو گئے پھر وہ بازار والوں کی آوازیں سن کر بیدار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے میں سورج نکلنے سے پہلے تین وتر، فجر کی دوسنتیں اور فجر کی (فرض) نماز پڑھ سکوں گا؟ تو انہوں نے کہا: ہاں، پس آپ نے نماز پڑھی۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما تین رکعت وتر کے قائل تھے۔

,وَهَذَا فِي آخِرِ وَقْتِ الْفَجْرِ فَمُحَالٌ أَنْ يَكُونَ الْوِتْرُ عِنْدَهُ يُجْزِئُ فِيهِ أَقَلُّ مِنْ ثَلَاثٍ ,ثُمَّ يُصَلِّيهِ حِينَئِذٍ ثَلَاثًا مَعَ مَا يَخَافُ مِنْ فَوْتِ الْفَجْرِ فَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى صِحَّةِ مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ مَعَانِي أَحَادِيثِهِ فِي الْوِتْرِ أَنَّهُ ثَلَاثٌ. وَقَدْ رُوِيَ ,عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْوِتْرِ أَيْضًا أَنَّهُ ثَلَاثٌ:

☆☆اور یہ فجر کے آخری وقت کی بات ہے پس یہ بات محال ہے کہ آپ کے نزدیک تین سے کم وتر کفایت کرتے ہوں پھر آپ اس وقت تین وتر پڑھیں حالانکہ فجر کے فوت ہونے کا خوف بھی تھا۔ پس یہ اس بات پر دلالت ہے کہ وتروں کے بارے میں احادیث کے جو معانی ہم نے بیان کیے ہیں وہ تین رکعات ہیں، صحیح ہیں اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ وتر تین رکعات ہیں:

1724- حَدَّثَنَا فَهْدٌ ,قَالَ :ثنا أَبُو غَسَّانَ ,قَالَ :ثنا إِسْرَائِيلُ ,عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ وَإِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَإِذَا زُلْزِلَتْ وَفِي الثَّانِيَةِ وَالْعَصْرِ وَإِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَإِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَتَبَّتْ وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ۔

☆☆سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر (کی تین رکعت) میں مفصلات کی نو مختلف سورتیں تلاوت فرماتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر، سورۃ القدر اور سورۃ الزلزال تلاوت فرماتے، دوسری میں سورۃ العصر، سورۃ النصر اور سورۃ الکوثر کی جب کہ تیسری رکعت میں سورۃ الکافرون، سورۃ لہب اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت فرماتے تھے۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن الترمذی ۴۶۰: ،مسند الامام احمد بن حنبل ۶۷۸: ،المنتخب من مسند عبد بن حمید ۶۸: ،مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار ۸۵۱: ۔

تحقیق الحدیث:

اس حدیث کے راوی حارث بن عبداللہ ہمدانی اعور رحمہ اللہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے اور کبار علمائے تابعین میں سے ہیں مگر یہ روایت حدیث میں متکلم فیہ ہیں، شوکانی غیر مقلد ان کے بارے میں امام ابوبکر بن ابی داود سے نقل کرتے ہیں:

کان افقه الناس و افرض الناس و احسب الناس تعلم الفرائض من علی۔

یعنی یہ لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ، سب سے بڑے علم الفرائض کے ماہر اور سب سے بڑے حساب جاننے والے تھے، انہوں نے علم الفرائض سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔

نیز شوکانی صاحب حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

و کان من اوعیة العلم۔ (نیل الاوطار ۳ : /۳۲۶)

یعنی حارث اعور علم کے جامع تھے۔

نذیر احمد رحمانی غیر مقلد نے لکھا ہے:

"حدیث، فقہ، تفسیر وغیرہ بہت سے علوم کے اعتبار سے ان کا شمار بڑے علماء میں ہے۔" (انوار المصابیح : ص ۲۰۶)

وَرَوَى عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ:

☆☆ اور سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بھی نبی علیہ السلام سے اس کی مثل روایت کیا ہے:

1725- حَدَّثَنَا فَهْدٌ قَالَ :ثنا الْحِمَّانِيُّ ,قَالَ :ثنا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ ,عَنِ الْحَجَّاجِ ,عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْوِتْرِ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔

☆☆ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے وتروں کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلی کی، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون کی اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص کی تلاوت کی۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن النسائی ۱۷۴۳:،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۷۴:،۶۴۷۰ ۳،مسند البزار باسم البحر الزخار ۳۶۰۴:،مسند ابن الجعد ۹۵۴:۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث شواہدات اور مؤیدات کی بناء پر حسن ہے۔

فائدہ:

یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ وتر تین ہیں اور ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیے جائیں گے۔

وَرُوِیَ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی ذٰلِکَ:

☆☆ اور اس ضمن میں سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے:

1726- مَا حَدَّثَنَا یُونُسُ قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی بَكْرٍ ,عَنْ أَبِیهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ أَنَّهُ قَالَ :لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ أَوْ فُسْطَاطَهُ فَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ , وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ,ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ,هُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ,ثُمَّ أَوْتَرَ ,"فَذٰلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

☆☆ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: (آج رات) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نماز کو دیکھوں گا۔ چنانچہ میں نے آپ کے دروازے یا خیمے کی چوکھٹ کو اپنا تکیہ بنالیا، پس آپ نے دو رکعتیں پڑھیں ہلکی ہلکی، پھر دو رکعتیں پڑھیں لمبی لمبی، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے قدرے کم لمبی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جن ان سے کم تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو ان سے کم تھیں، پھر وتر پڑھے۔ یہ تیرہ رکعات ہوئیں۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

صحیح مسلم ۷۶۵ :،سنن ابی داود ۱۳۶۶ :،سنن ابن ماجہ ۱۳۶۲ :،السنن الکبری للنسائی ۳۹۵:،۱۳۳۸،مؤطا

مالک ۳۹۷: ،مسند الامام احمد بن حنبل ۲۱۶۷۹: ،مسند البزار ۳۷۸۱: ،مستخرج ابی عوانہ ۲۲۸۶: ،صحیح ابن حبان ۲۶۰۸: ،المعجم الکبیر للطبرانی ۵۲۴۵: ،المسند المستخرج علی صحیح مسلم لابی نعیم ۱۷۵۳: ،السنن الکبری للبیہقی ۴۶۸۳: ،السنن الصغیر للبیہقی ۸۰۷:۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مجموعی طور پر تیرہ رکعات ادا کیں جن میں تین وتر تھے، چنانچہ عبداللہ بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کہ چار اور تین ، چھ اور تین ، آٹھ اور تین ، دس اور تین رکعت۔ اور آپ ﷺ (عموماً) تیرہ رکعات سے زیادہ اور سات سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد ۲۵۱۵۹: ،سنن ابی داود ۱۳۶۲: ،شرح معانی ال آ ثار ۱۶۹۷:)۔ اس صحیح حدیث سے مختلف احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ پڑھی وہاں دس نفل اور تین وتر ہوتی۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں۔

فَالْكَلَامُ فِي هَذَا مِثْلُ الْكَلَامِ فِيمَا تَقَدَّمَهُ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ:

☆☆ پس اس میں بھی اسی طرح کلام ہے جو پہلے گزر چکا۔ اور اس ضمن میں بواسطہ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے:

1727- مَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ :ثنا الْخَصِيبُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ :ثنا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ ,عَنْ أَبِي غَالِبٍ ,عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعٍ ,فَلَمَّا بَدَّنَ وَكَثُرَ لَحْمُهُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيهِمَا إِذَا زُلْزِلَتْ وَقُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو سے وتر بناتے۔ جب آپ کا بدن مبارک مزید بھاری ہو گیا، گوشت بڑھ گیا تو سات سے وتر بناتے اور دو رکعت بیٹھ کر ادا فرمائیں جن میں سورہ زلزال اور کافرون کی تلاوت فرمائی۔

تخریج:

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

مسند الامام احمد بن حنبل ۱۳ ۲۲۳ ۱۴ ؛مختصر قیام اللیل وقیام رمضان وکتاب الوتر: ج ۱ ص ۱۹۶، المعجم الکبیر للطبرانی ۸۰۶۴:۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث متابعت اور شواہد کی بناء پر حسن ہے (وله طرق أخرى عند الطحاوی : ۲۰۱۰)۔

فائدہ:

اس طرح کی ایک حدیث ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بھی گزر چکی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعات وتر پڑھا کرتے تھے مگر جب آپ ﷺ بڑھے ہو گئے اور آپ ﷺ کا جسم مبارک مزید وزنی ہو گیا تو پھر سات رکعات وتر پڑھنے لگے۔ (شرح معانی ال آثار ۱۶۹۱:) اور ماقبل بتایا جا چکا ہے کہ عبداللہ بن قیس کا بیان ہے کہ میں نے (ام المؤمنین) عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رکعت وتر پڑھتے تھے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کہ چار اور تین، چھ اور تین، آٹھ اور تین، دس اور تین رکعت۔ اور آپ ﷺ (عموماً) تیرہ رکعات سے زیادہ اور سات سے کم نہیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد ۲۵۱۵۹: ؛سنن ابی داود ۱۳۶۲: ؛شرح معانی ال آثار ۱۶۹۷:)۔ اس صحیح حدیث سے مختلف احادیث میں تطبیق پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ جہاں آپ ﷺ نے سات رکعات پڑھی تو وہاں چار نفل اور تین وتر ہوتی، اور جہاں گیارہ پڑھی وہاں آٹھ نفل اور تین وتر ہوتی اور جہاں تیرہ پڑھی وہاں دس نفل اور تین وتر ہوتی۔ لہٰذا وتر تین رکعات ہی ہیں۔ مختصر یہ کہ آخر عمر میں جب آنحضرت ﷺ نے کا جسم مبارک بھاری ہو گیا تو آپ ﷺ نے بعض دفعہ تہجد کی چھ رکعات پڑھیں اور وتر کی تین رکعات ان کے ساتھ ملا کر کل نو رکعتیں ادا کیں اور پھر بعض دفعہ آپ ﷺ نے مزید کمی کی اور تہجد کی صرف چار رکعتیں پڑھیں، اس زمانے کے عمل کو راوی نے سات رکعات کہہ کر بیان کر دیا۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھے جا سکتے ہیں اور ان دو نفلوں کو بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے جائیں۔

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَكَرَ شَفْعَهُ وَهُوَ التَّطَوُّعُ وَوِتْرَهُ، فَجَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ وِتْرًا كَمَا قَدْ ذَكَرْنَا فِي بَعْضِ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ. وَقَدْ رَوَيْنَا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مِنْ فِعْلِهِ مَا يَدُلُّ عَلَى هَذَا:

☆☆ پس جائز ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی جفت نماز یعنی نوافل اور وتروں کا اکٹھا ذکر کیا ہو اور ان تمام کو وتر قرار دیا ہو جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کچھ ذکر کیا ہے اور ہم نے سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا اپنا فعل بھی روایت کیا ہے جو اسی بات پر دلالت

کرتا ہے:

1728- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ, قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ, قَالَ :ثنا سُلَيمَانُ بْنُ حَيَّانٍ, عَنْ أَبِي غَالِبٍ, :أَنَّ أَبَا أُمَامَةَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ"

☆☆ابوغالب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

فَثَبَتَ بِذَلِكَ أَنَّ الْوِتْرَ عِنْدَ أَبِي أُمَامَةَ هُوَ مَا ذَكَرْنَا ,وَمُحَالٌ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عِنْدَهُ كَذَلِكَ ,وَقَدْ عَلِمَ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهُ ,وَلَكِنْ مَا عَلِمَهُ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْنَاهُ مَا صَرَفْنَا إِلَيْهِ وَاللهُ أَعْلَمُ. وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

☆☆پس ثابت ہوا کہ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر وہی ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ محال ہے کہ ان کے نزدیک وتروں کی تعداد اسی طرح ہو اور ان کے علم میں ہو کہ رسول اللہ ﷺ کا عمل اس کے خلاف ہے بلکہ وہ نبی ﷺ کے عمل کے بارے میں وہی بات جانتے ہیں جو مفہوم ہم نے بیان کیا ہے، واللہ اعلم۔ اور اس سلسلے میں بواسطہ ام درداء رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے:

1729- مَا قَدْ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ :ثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ,فَلَمَّا كَبِرَ وَضَعُفَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ۔

☆☆ سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعات وتر پڑھتے تھے، پھر جب آپ بوڑھے اور کمزور ہو گئے تو نو رکعات پڑھنے لگے۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث شواہدات اور مؤیدات کی بناء پر حسن ہے، نعیم بن حماد کی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر متعدد راویوں نے متابعت کر رکھی ہے (دیکھئے: مسند احمد ۲۶۷۳۸:، وغیرہ)

فائدہ:

حدیث نمبر سترہ سو ستائیس (۱۷۲۷) والا فائدہ دوبارہ ملاحظہ فرما لیں۔

فَالْكَلَامُ فِي هَذَا مِثْلُ الْكَلَامِ فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ أَيْضًا. وَقَدْ رُوِيَ فِي ذَلِكَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

☆☆پس اس میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت جیسا کلام ہے اور اس ضمن میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا گیا ہے:

1730- مَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ ,قَالَ :ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ ,قَالَ :ثنا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِخَمْسٍ وَبِسَبْعٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ وَلَا كَلَامٍ۔

☆☆ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پانچ اور سات کے ساتھ نماز کو وتر بنایا کرتے تھے اور ان کے درمیان سلام اور کلام کے ذریعے تفریق نہیں کرتے تھے۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث سخت ضعیف ہے، ناصر الدین البانی غیر مقلد نے بھی لکھا ہے کہ :مقسم فهو من رجال البخاری ولکنه لم یسمع من أم سلمة......الخ۔ یعنی مقسم بخاری کا راوی ہے لیکن اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا (سلسلة الاحادیث الصحیحة : ۲۹۶۱)۔ واضح رہے کہ اس حدیث کی سند میں اضطراب بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ مسند احمد کی تعلیق میں شیخ شعیب ارناؤط حفظہ اللہ نے ذکر کیا ہے (دیکھئے : تعلیق مسند احمد ۲۵۶۱۶ :) مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر سترہ سو اکتیس (۱۷۳۱) کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

فَقَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ هَذَا قَبْلَ أَنْ يُحْكَمَ الْوِتْرُ فَكَانَ مَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ ,وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ ,وَكَانَ إِنَّمَا يُرَادُ مِنْهُمْ أَنْ يُصَلُّوا وِتْرًا لَا عَدَدَ لَهُ مَعْلُومٌ .وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ كَذَلِكَ:

☆☆ پس جائز ہے یہ وتروں کا حکم آنے سے پہلے کا عمل ہو لہٰذا جو چاہتا پانچ کے ساتھ وتر بناتا اور جو چاہتا سات کے ساتھ نماز کو وتر بناتا مقصد یہ تھا کہ وہ وتر یعنی طاق نماز پڑھیں لیکن تعداد معلوم نہ تھا، سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی روایت منقول جو اس مقصد پر دلالت کرتی ہے:

1731- حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ :ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ :أنا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَوْتِرْ بِخَمْسٍ ,فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَبِثَلَاثٍ فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَبِوَاحِدَةٍ ,فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَأَوْمِئْ إِيمَاءً۔

☆☆ حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ کے ساتھ وتر (طاق) بناؤ! اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین پڑھو۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو ایک کے ساتھ وتر (طاق) بناؤ۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اشارے سے پڑھ لو۔''

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

مصنف ابن ابی شیبة ۶۸۴۵ :، مسند الامام احمد بن حنبل ۲۳۵۴۵ :، ۲۳۵۴۵، سنن الدارمی ۱۶۲۳ :، المستدرک علی الصحیحین

للحاکم ۱۱۳۱۱: ،السنن الکبریٰ للبیہقی ۴۷۷۸:۔

فوائد ومسائل:

☆......راقم الحروف کے خیال میں اس حدیث میں بھی اضطراب پایا جاتا ہے لیکن حتمی طور پر اضطراب کا حکم لگانے کے لیے راقم الحروف کو دو حوالے دیکھنے کی ضرورت ہے مگر مطلوبہ کتب میسر نہ ہونے کی وجہ سے حوالے دیکھنے سے قاصر ہوں اسی وجہ سے اس حدیث پر فی الحال کوئی حکم نہیں لگا رہا۔

☆......بشرطِ ثبوت سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ حدیث منسوخ ومتروک شمار کی جائے گی، اور یہ اُس دور کی بات ہے جب وتر واجب نہیں ہوئے تھے بلکہ نفل تھے جس کی وجہ سے ان کی رکعات کی تعداد متعین نہیں تھی اور نہ ہی وقت کی پابندی تھی مگر بعد میں وتر واجب ہو گئے تھے اور پھر نبی ﷺ تین رکعت ہی وتر پڑھا کرتے تھے۔مختصر یہ کہ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ کی وضاحت کے مطابق اختیاری وتروں کے عدمِ جواز پر پوری امتِ مسلمہ کا اجماع واتفاق ہو چکا ہے اور پوری امتِ مسلمہ کا خلافِ شریعت پر اجماع اور تفاق ہو جانا یہ ممکن نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔'' پس امت مسلمہ کا اختیاری وتروں کے عدمِ جواز پر اجماع واتفاق ہو جانا اس اختیار کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے (ملخصاً : شرح معانی ال آ ثار ۱۷۳۴:)، وتروں کے تین ہونے پر تو متعدد احادیث گزر چکی ہیں تاہم وتروں کے واجب ہو جانے پر اختصار کے ساتھ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱...سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے راشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز اور بڑھا دی ہے اور وہ وتر ہے۔'' (کتاب ال آ ثار روایۃ الامام ابی یوسف ۲۹۳:)

اس حدیث کے طرز بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر واجب ہو گئے تھے کیونکہ زیادتی مزید علیہ کی جنس سے ہوا کرتی ہے اور مزید علیہ ضروری ہے تو زیادتی بھی ضروری ہوگی نیز اس زیادتی کی نسبت اللہ کی طرف کی گئی ہے تو یہ زیادتی واحب ہی ہوگی اور جو زیادتی نفل ہو وہ حضورِ مکرم ﷺ کی طرف سے عدمِ مواظبت کی شرط کے ساتھ ہوتی ہے۔(عمدۃ القاری للعینی ۸۹۹:)

۲...(سیدنا) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز اور بڑھا دی ہے اور وہ وتر ہے۔'' اسے طبرانی نے مسند الشامیین (۲۸۴۸) میں روایت کیا ہے اور حافظ (ابن حجر) نے درایہ میں کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے۔(آ ثار السنن ۵۹۴:)

یہ حدیث حسن درجہ کی ہے، اس حدیث کے طرز بیان سے بھی ثابت ہوا کہ وتر واجب ہو گئے تھے۔

۳...ابوتمیم جیشانی سے روایت ہے کہ (سیدنا) عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اور اُس میں فرمایا کہ

(سیدنا) ابوبصرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک نماز اور بڑھادی ہے اور وہ وتر ہے پس تم اسے عشاء اور صبح کی نمازوں کے درمیان پڑھا کرو۔ ابوتمیم کہتے ہیں کہ یہ سن کر ابوذر رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسجد میں ابوبصرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا کہ یہ مضمون خود تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جو عمرو بن العاص نے بیان کیا۔ اس پر ابو بصرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خود میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ اسے احمد(۲۳۸۵۱)، حاکم(۶۵۱۴) اور طبرانی (۲۱۶۸) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ۵۸۵ :)

یہ حدیث بلحاظ سند تغلیباً بخاری کی شرط پر صحیح و ثابت ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، شیخ شعیب ارناؤط وغیرہ نے بھی اس حدیث کو بلحاظ سند صحیح قرار دیا ہے۔ (دیکھئے : تعلیق مسند الامام احمد ۲۳۸۵۱ :)

۴... بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''وتر حق (یعنی امر ثابت ولازم) ہے، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق (یعنی امر ثابت ولازم) ہے، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق (یعنی امر ثابت ولازم) ہے، جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' اسے ابوداود (۱۴۱۹) نے روایت کیا ہے۔ (آثار السنن ۵۸۳:)

یہ حدیث بلا اعتبار صحیح و ثابت ہے۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ م ۴۰۵ھ فرماتے ہیں:

ھٰذا حدیث صحیح۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین ۱۱۴۷:)

ثقہ بالاجماع امام، امام ابومحمد محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ م ۸۵۵ھ فرماتے ہیں:

ھٰذا حدیث صحیح۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (عمدۃ القاری ۸۹۹ :)

نیز شیخ شعیب ارناؤط حفظہ اللہ وغیرہ نے اس حدیث کو حسن لغیرہ قرار دیا ہے۔ (دیکھئے : تعلیق مسند الامام احمد بن حنبل : ۲۳۰۱۹)

اس حدیث کی سند کے ایک راوی ''امام ابوالمنیب عبیداللہ بن عبداللہ العتکی المروزی السنجی رحمہ اللہ''، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ کے ثقہ وصدوق راوی ہیں ان پر بعض حضرات کی طرف سے کی جانیوالی جروحات غیر مفسر، غیر مبین السبب ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ م ۴۰۵ھ فرماتے ہیں:

وابو المنیب العتکی مروزی ثقة۔ (المستدرک عی الصحیحین :۱۱۴۷)

کہ ابوالمنیب عتکی مروزی رحمہ اللہ ''ثقہ'' ہیں۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ م ۲۳۳ھ کہتے ہیں :ثقة۔ (تاریخ ابن معین روایة الدارمی :۴۷۹۴)

کہ یہ ثقہ ہیں۔

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صالح الحدیث۔ (الجرح والتعدیل : ۱۵۲۹)
کہ یہ "صالح الحدیث" ہیں۔
حافظ ابن عدی رحمہ اللہ م ۳۶۵ھ فرماتے ہیں : وھو عندی لا بأس بہ۔ (الکامل : ۱۱۶۱)
کہ ابومنیب میں میرے نزدیک کوئی خرابی نہیں ہے۔
امام ابوداود رحمہ اللہ م ۲۷۵ھ فرماتے ہیں: لیس بہ بأس۔ (تھذیب التھذیب: ۵۴)
کہ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔
اس صحیح وصریح حدیث سے وتر کا وجوب صاف طور پر ثابت ہورہا ہے۔
۵...سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اپنی رات کی آخری نماز وتر بناؤ۔" اسے شیخین (بخاری ۹۹۸ ؛ مسلم ۷۵۱) نے روایت کیا ہے۔ (آثار السنن ۵۷۹)
۶...انہی (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: "صبح (طلوع فجر) سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔" اسے مسلم (۷۵۰) نے روایت کیا ہے۔ (آثار السنن ۵۸۰)
اس حدیث سے بھی وتر کے وقت کی انتہا اور وجوب معلوم ہوتا ہے۔
۷...حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ: "طلوع فجر سے پہلے پہلے وتر پڑھ لو۔" اسے بخاری کے سوا محدثین کی جماعت (مسلم ۷۵۴ ؛ ابن ماجہ ۱۱۸۹ ؛ ترمذی ۴۶۸ ؛ نسائی ۱۶۸۳ ؛ احمد : ۱۱۰۹۷) نے روایت کیا ہے۔ (آثار السنن ۵۸۱)
اس حدیث سے بھی وتر کے وقت کی انتہا اور وجوب معلوم ہوتا ہے۔
۸...سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو یہ اندیشہ ہو کہ آخری رات میں وہ اٹھ نہ سکے گا (یعنی سوتا رہ جائے گا) تو اس کو چاہئے کہ رات کے شروع ہی میں (یعنی عشاء کے ساتھ ہی) وتر پڑھ لے، اور جس کو اس کی پوری امید ہو کہ وہ (تہجد) کے لئے) آخر شب میں اٹھ جائے گا تو اس کو چاہئے کہ وہ آخر شب ہی میں (یعنی تہجد کے بعد) وتر پڑھے، اس لئے کہ اس وقت کی نماز میں ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں، اور وہ وقت بڑی فضیلت کا ہے۔" اسے مسلم (۷۵۵) نے روایت کیا ہے۔ (آثار السنن ۵۸۲)
اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ وتر کا بہتر وقت تو آخر شب ہے مگر اول شب میں بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ اور دوسرا اس حدیث کا طرز بیان وتر کے وجوب پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر چھوڑے کی گنجائش نہیں ہے بلکہ اول شب

یا آخر شب میں پڑھنا ضروری ہے اور یہی معنی وجوب کے ہیں۔

۹...سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے وتر پڑھنے سے سوجائے (اور نہ پڑھ سکے) یا بھول جائے تو جب صبح کرے یا جب یاد آئے تو پڑھ لے۔'' اسے دارقطنی (۱۶۳۷) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔(آ ثار السنن ۵۸۶ :)

یہ حدیث بلا غبار صحیح ہے۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ م ۴۰۵ھ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ م ۷۴۸ھ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔(المستدرک مع التلخیص ۱۱۲۷ :) نیز متعدد غالی غیر مقلدین جیسے زبیر علی زئی اور ناصر الدین البانی وغیرہ نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے۔(دیکھئے : سنن ابی داود تحقیق الزبیر ۱۴۳۱ : سنن ابی داود تحقیق الالبانی ۱۴۳۱ :)

اس حدیث میں وتر کی قضا کا حکم ہے جو کہ وتر کے واجب ہونے کی ایک کھلی ہوئی دلیل ہے کیونکہ قضاء سنت اور نفل کی نہیں ہوتی بلکہ واجب یا فرض کی ہوتی ہے۔

☆......یہ بھی واضح رہے کہ تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مسنون وافضل ہے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ اسے نسائی (۱۶۹۸) اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔(آ ثار السنن ۶۱۳ : شرح معانی ال آ ثار ۱۶۷۰ :)

یہ حدیث کم از کم حسن ہے، زبیر علی زئی غیر مقلد کا قتادہ کے عنعنہ کا راگ الاپنا فضول ہے کیونکہ اس حدیث کے متعدد شواہد پائے جاتے ہیں اور یہ بات خود زبیر علی زئی صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ شواہدات سے تدلیس کا الزام رفع ہوجاتا ہے، چنانچہ امام طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ نے لکھا ہے کہ: ''پس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ وتر کی تین رکعات ہیں اور ان کے درمیان سلام نہ پھیرے پھر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے بعد کچھ دیگر متعدد روایات مروی ہیں ان کی وضاحت کی جائے تو وہ سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی اس روایت کے ہم معنی ہیں۔'' (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۷۱ :) پھر امام طحاوی رحمہ اللہ نے اس پر متعدد روایات نقل کی ہیں (مثلاً دیکھئے: شرح معانی ال آ ثار ۱۶۹۵ : ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸)

الغرض یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ہے جب کہ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(تحفۃ المحتاج : ۱/ ۴۰۵ بحوالہ تعلیق علی النسائی ۱۶۹۹ :)، امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، چنانچہ انہوں نے روایت نمبر سولہ سو چوہتر (۱۶۷۴) کے بعد بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے سعد بن ہشام رحمہ اللہ کی روایت صحیح ثابت ہے۔'' (شرح معانی ال آ ثار ۱۶۷۴ :)۔ نیز زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ ابوعلی النیسابوری، ابواحمد بن عدی، ابن مندہ، عبدالغنی بن سعید، ابویعلیٰ الخلیلی، ابوعلی ابن السکن اور ابوبکر خطیب نے سنن نسائی کو صحیح کہا ہے۔(مسئلہ

فاتحہ خلف الامام ص ۵۲) اور یہ حدیث چونکہ سنن نسائی میں موجود ہے ۔لہٰذا بقول علی زئی یہ حدیث درج ذیل اماموں کے نزدیک بھی صحیح ہے :

☆امام ابوعلی النیسا بوری رحمۃ اللہ علیہ م ۳۴۹ھ

☆امام ابواحمد بن عدی رحمۃ اللہ علیہ م ۳۶۵ھ

☆ حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ م ۳۹۵ھ

☆امام عبدالغنی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ م ۴۰۹ھ

☆امام ابویعلیٰ الخلیلی رحمۃ اللہ علیہ م ۴۴۶ھ

☆امام ابوعلی ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ م ۳۵۳ھ

☆امام ابوبکر الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ م ۴۶۳ھ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے جیسا کہ مسند احمد بن حنبل کی حدیث (۲۵۲۲۳) میں وضاحت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ :ثم اوتر بثلاث لا یفصل بینھن۔ ''پھر رسول اللہ ﷺ تین رکعات وتر ادا کرتے اور آپ ان کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔''(مسند احمد ۲۵۲۲۳ : ،آ ثار السنن ۶۱۴ :)۔نیز مستدرک حاکم (۱۱۴۰) میں اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ :

''اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی تھا اور ان ہی سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ حاصل کیا۔''(مستدرک حاکم ۱۱۴۰ :)

نیز مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے ۔ چنانچہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی اور انہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے اور سلام آخر میں ہی پھیرا۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۲ :)

یہ حدیث بھی بلا غبار صحیح وثابت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے ۔ پس ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا مسنون اور افضل ہے اور اکثر امت کا عمل اسی پر ہی چلا آ رہا ہے ۔

مزید برآں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں {سَبِّحِ اسۡمَ رَبِّکَ

الْاَعْلٰی} دوسری رکعت میں { ﷺقُلْ یَااَیُّھَاالْکَافِرُوْنَ} اورتیسری رکعت میں {قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ھُوَ اَحَد ﷺ} پڑھا کرتے تھے ۔اورسلام آخر ہی میں پھیرتے تھے ۔(سنن النسائی ۱۷۰۱ :)

یہ حدیث بھی بلاغبار صحیح وثابت ہے ۔سعید بن ابی عروبہ اورقتادہ کی دیگرراویوں نے متابعت کررکھی ہے ۔(دیکھئے : سنن النسائی : ۱۶۹۹،سنن ابن ماجہ ۱۱۷۱ :) حافظ ابن حجرعسقلانی رحمہ اللہ نے کےنزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ حافظ ابن حجرعسقلانی رحمہ اللہ نے امام محمد بن نصر المروزی کے ایک غلط ، باطل ومردودقول کہ ’’ہم نے کوئی ایسی صحیح صریح حدیث نہیں پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وترایک سلام کے ساتھ پڑھے ہوں۔‘‘ کومردودقرار دیتے ہوئے لکھاہے کہ اس بابت دوحدیثیں موجود ہیں جن میں تین وترایک سلام کے ساتھ ہونے کی تصریح ہے، پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہ دوحدیثیں ذکر فرمائیں جن میں سے ایک مذکور حدیث بھی ہے ۔(دیکھئے : فتح الباری ۲ : /۶۱۱ ، نیز دیکھئے : عون المعبودشرح سنن ابی داود ۳ : /۱۸۲) معلوم ہوا کہ حافظ موصوف کےنزدیک یہ حدیث صحیح ہے ۔

نیز:متعددغیرمقلدین جیسے ابوالاشبال شاغف ، احمدمجتبیٰ اورناصرالدین البانی وغیرہم نےبھی اس حدیث کوصحیح قراردیاہے ۔(حاشیۃ التعلیقات السلفیۃ ۲ : /۱۹۱ ھ،سنن النسائی بتحقیق الالبانی ۱۷۰۱ :) غیرمقلدین کےمحدثِ اعظم عبداللہ روپڑی نےبھی اس حدیث کی صحت کوتسلیم کیاہے ۔(اہلحدیث کے امتیازی مسائل : ص ۸۸)

مزید برآں غیرمقلدمحمدامین نےبھی ہے کہ:

’’دیگرصحیح وایات سےاس حدیث کےمفہوم کی تائیدہوتی ہےاور یہ روایت معناً صحیح وقابل عمل ہے۔‘‘

(ملخصاً:سنن النسائی بفوائد الامین

ج ۳ص ۸۰۸ح ۱۷۰۲:)

اس صحیح صریح حدیث سےبھی معلوم ہوا کہ وترتین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں ۔نیزوترکی ان تین رکعت میں سے دورکعت کے بعدقعدہ بھی کیاجائے گااوراس میں تشہدبھی پڑھاجائے گاچنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ:’’ کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ ‘‘رسول اللہ ﷺ دورکعتوں کے بعدالتحیات پڑھا کرتے تھے ۔(صحیح مسلم ۱۰۴۵ :)اس حدیث میں نبی ﷺ تمام نمازوں کاضابطہ بیان فرمادیا گیا کہ ہردورکعت کے بعدالتحیات پڑھنا چاہیے ۔

1732 - حَدَّثَنَاأَحْمَدُبْنُ دَاوُدَ, قَالَ :ثناسَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ, قَالَ :ثناوُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ, قَالَ :ثنامَعْمَرٌ, عَنِ الزُّهْرِيِّ, عَنْ عَطَاءِبْنِ يَزِيدَ, عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ ,فَحَسَنٌ ,وَمَنْ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَقَدْأَحْسَنَ , وَمَنْ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍفَحَسَنٌ ,وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيُومِئْ إِيمَاءً۔

☆☆ حضرت سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وتر ثابت ہیں، پس جس نے پانچ کے ساتھ وتر (طاق) بنایا تو اچھا ہے، جس نے تین کے ساتھ وتر (طاق) بنایا اس نے خوب کیا اور جس نے ایک کے ساتھ وتر (طاق) بنایا تو مناسب ہے اور جو کوئی طاقت نہ رکھے تو اشارے سے پڑھ لے۔''

فائدہ:

حدیث نمبر سترہ سو اکتیس (۱۷۳۱) کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

1733- حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ :ثنا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ :ثنا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ ,وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ ,وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ۔

☆☆ حضرت سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''وتر ثابت ہیں، لہٰذا جو چاہے پانچ کے ساتھ وتر بنالے، جو چاہے تین کے ساتھ وتر بنالے اور جو چاہے ایک کے ساتھ وتر (طاق) بنالے۔''

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن النسائی ۱۷۱۱ :، ۱۷۱۳، السنن الکبری للنسائی ۱۴۰۶ :، ۱۴۰۵، السنن الکبری للبیہقی ۴۷۷۷ :، مسند ابی داود الطیالسی ۵۹۴ :، المعجم الکبیر للطبرانی ۳۹۶۱ :، ۳۹۶۷، سنن الدارقطنی ۱۶۴۳ :، المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۱۱۳۰ :، بیان الوہم والایہام ۲۵۲۶ :۔

فائدہ:

حدیث نمبر سترہ سو اکتیس (۱۷۳۱) کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

1734- حَدَّثَنَا يُونُسُ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ :الْوِتْرُ حَقٌّ أَوْ وَاجِبٌ , فَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ ,وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِخَمْسٍ ,وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ ,وَمَنْ شَاءَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ,وَمَنْ غُلِبَ إِلَى أَنْ يُومِئَ فَلْيُومِئْ۔

☆☆ سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''وتر ثابت ہیں لہٰذا جو آدمی چاہے سات کے ساتھ، اور جو چاہے پانچ کے ساتھ اور جو چاہے تین کے ساتھ اور جو چاہے ایک کے ساتھ وتر (طاق) بنائے اور جو آدمی اشارہ کرنے پر مجبور ہو جائے وہ اشارہ سے پڑھ لے۔

فائدہ:

حدیث نمبر سترہ سو اکتیس (۱۷۳۱) کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

فَأَخْبَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ كَانُوا مُخَيَّرِينَ فِي أَنْ يُوتِرُوا بِمَا أَحَبُّوا ,لَا وَقْتَ فِي ذَلِكَ ,وَلَا عَدَدَ ,بَعْدَ أَنْ يَكُونَ مَا يُصَلُّونَ وِتْرًا. وَقَدْ أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خِلَافِ ذَلِكَ وَأَوْتَرُوا وِتْرًا لَا يَجُوزُ لِكُلِّ مَنْ أَوْتَرَ عِنْدَهُ تَرْكُ شَيْءٍ مِنْهُ. فَدَلَّ إِجْمَاعُهُمْ عَلَى نَسْخِ مَا قَدْ تَقَدَّمَهُ مِنْ قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَكُنْ لِيَجْمَعَهُمْ عَلَى ضَلَالٍ. وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ:

☆☆ پس اس حدیث میں انہوں نے خبر دی کہ (شروع میں) وتر پڑھنے میں لوگوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ جس قدر چاہیں پڑھیں کوئی تعداد مقرر نہ تھی مقصود صرف یہ تھا کہ جو کچھ پڑھیں طاق ہو پھر رسول اللہ ﷺ کے بعد پوری امت نے اس کے برخلاف اجماع و اتفاق کیا ہے یعنی ہر ایک فریق کے نزدیک وتر کی رکعتیں متعین ہوگئیں جن سے تجاوز کرنا اس کے نزدیک جائز نہیں۔ پس امت مسلمہ کا اجماع گزشتہ (اختیار) کے منسوخ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔'' اور اس سلسلے میں سیدنا عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے روایت کیا ہے:

1735- مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ قَالَ :ثنا أَبُو الْمُطَرِّفُ بْنُ أَبِي الْوَزِيرِ قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ ,عَنْ ذَرٍّ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبْزَى ,عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوِتْرَ فَقَرَأَ فِي الْأُولَى :بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ :سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثًا ,يَمُدُّ صَوْتَهُ بِالثَّالِثَةِ۔

☆☆ جناب سعید بن عبدالرحمن بن ابزیٰ اپنے والد سیدنا عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ وتر ادا کیے تو نبی ﷺ نے پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ {سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ} پڑھا اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند کیا۔

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن النسائی ۱۶۹۹:، ۱۷۰۱، ۱۷۲۹، ۱۷۳۴، ۱۷۳۶، مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۷۳:، ۶۸۸۸، ۱۳، ۲۹۷، مسندالامام احمد بن حنبل ۱۵۳۵۸:، ۱۵۳۶۱، ۱۵۳۶۲، السنن الکبری للنسائی ۴۴۶:، ۱۴۳۳۳، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ۷۳۴:، الاحادیث المختارۃ للمقدسی ۱۲۲۱:، المسند للشاشی ۱۴۳۵:، صحیح ابن حبان ۲۴۵۰:، المعجم الاوسط للطبرانی ۸۱۱۵:، سنن الدارقطنی ۱۶۶۰:۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح وثابت ہے۔ چنانچہ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ م ۴۰۵ھ نے اسے صحیحین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔(المستدرک ۱۰۰۹ :)اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ م ۷۴۸ھ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔(دیکھئے :المستدرک مع تلخیص الذہبی: ۱۰۰۹)

فائدہ:

یہ حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وتر تین ہیں اور ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی جائیں گے۔

1736 - حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ :ثنا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ :ثنا سُفْيَانُ، عَنْ زُبَيْدٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ.

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1737 - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ. غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا يَعْنِي :قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ,وَفِي الثَّالِثَةِ :اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ.

☆☆ یہی حدیث مزید ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے، البتہ اس میں اس طرح بیان کیا ہے کہ پہلی میں {قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا} یعنی سورۃ الکافرون اور تیسری میں {اللَّهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ} یعنی سورۃ الاخلاص پڑھی۔

فَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ:

☆☆ پس یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور اس ضمن میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی نبی ﷺ سے منقول ہے:

1738 - مَا قَدْ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,قَالَ :ثنا عَمِّي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ :ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ ,عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ,عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ ,عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ,عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ ,وَأَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ وَلَا تَشَبَّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ.

☆☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف تین رکعت وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کرو بلکہ پانچ یا سات کے ساتھ وتر (طاق) بناؤ، مغرب کی نماز کے مشابہ نہ بناؤ۔''

تخریج :

یہ حدیث درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔

سنن الدارقطنی ۱۶۵۰ :، المستدرک علی الصحیحین للحاکم ۱۱۳۸ :، السنن الکبری للبیہقی ۴۸۱۵ :، صحیح ابن حبان ۲۴۲۹ :، التحقیق فی

مسائل الخلاف لابن الجوزی ۶۷۰ :، تنقیح التحقیق لابن عبدالھادی ۱۰۶۶ :، نصب الرایۃ للزیلعی :ج ۲ ص ۱۲۰، البدرالمنیر : ج ۴ ص ۳۰۲، آثار السنن للنیموی ۶۲۵ :۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مغرب کی نماز کے تین فرض سے پہلے کوئی نفل نہیں پڑھے جاتے تو رات کی نماز میں مغرب کی نماز کی طرح صرف تین رکعات وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کرو بلکہ تین رکعت وتر سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت نفل یعنی تہجد کی نماز بھی پڑھ لو، اگر تین رکعت وتر سے پہلے دو نفل بھی پڑھ لیے جائیں تو مجموعی طور پر پانچ رکعات بن جائیں گی اور اگر تین رکعت وتر سے پہلے چار رکعت نفل بھی پڑھ لیے جائیں تو مجموعی طور پر سات رکعات بن جائیں گی اور دیگر مفسر احادیثِ صحیحہ کے پیش نظر یہی اس حدیث کا صحیح مطلب ہے اور اس مطلب کے صحیح ہونے پر ایک قرینہ اسی حدیث میں موجود ہے کہ: ''لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثٍ ,وَأَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ سَبْعٍ'' (صرف تین رکعت وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کرو بلکہ پانچ یا سات کے ساتھ وتر (طاق) بناؤ)۔ الغرض دارومدار بیانِ عدد پر ہے نہ کہ تشہد پر، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لایوتر بثلاث بتراء صل قبلھار کعتین أو أربعا۔ ''صرف تین دم کٹی وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ ان سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت (نفل) بھی پڑھو۔'' (مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۲۸ :، شرح معانی الآثار ۱۶۹۸ :)۔ لہٰذا وتر تو تین ہی ہیں مگر ان سے پہلے دو یا چار رکعات نفل پڑھ لیے جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔

مختصر یہ کہ اس حدیث کا دارومدار بیانِ عدد پر ہے نہ کہ تشہد پر، لہٰذا کچھ حضرات کا اس حدیث سے ایک ہی تشہد کے ساتھ وتر پڑھنے پر استدلال کرنا بالکل صحیح نہیں، اس حدیث میں تشہد اور عدم تشہد کا ادنیٰ سا اشارہ بھی موجود نہیں۔

مزید برآں ابو خالدہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو العالیہ (رحمہ اللہ) سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ: ''ہمیں محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعلیم دی ہے کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح (تین) ہیں مگر یہ کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں قراءت کرتے ہیں تو یہ رات کے وتر ہیں اور وہ دن کے وتر ہیں۔'' (شرح معانی الآثار ۱۷۴۳ :)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''وتر تین رکعت ہیں جیسا کہ دن کے وتر یعنی مغرب کی نماز ہے۔'' (شرح معانی الآثار ۱۷۴۴ :)

پس ان صحیح احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک مغرب کی نماز کی طرح وتر بھی تین رکعت ہیں۔ لہٰذا جن روایات میں وتروں کو مغرب کی نماز کے مشابہ بنانے سے روکا گیا ہے تو ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مغرب کی نماز کے تین فرض سے پہلے کوئی نفل نہیں پڑھے جاتے تو رات کی نماز میں مغرب کی نماز کی طرح صرف تین رکعات وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کرو بلکہ تین رکعت وتر سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت نفل یعنی تہجد کی نماز بھی پڑھ لو تو بہتر ہے۔

1739- حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ :ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، حَدَّثَهُ ,عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ,وَلَمْ يَرْفَعْهُ ,قَالَ :لَا تُوتِرُوا بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ تَشَبَّهُوا بِالْمَغْرِبِ ,وَلَكِنْ أَوْتِرُوا بِخَمْسٍ أَوْ بِسَبْعٍ أَوْ بِتِسْعٍ أَوْ بِإِحْدَى عَشْرَةَ۔

☆☆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی طرف نسبت کیے بغیر فرمایا: ''صرف تین رکعت وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کرو کہ جس سے مغرب کی نماز کی مشابہت اختیار کر بیٹھو بلکہ پانچ یا سات یا نو یا گیارہ کے ساتھ وتر (طاق) بناؤ (یعنی تین رکعت وتر سے پہلے دو یا چار یا چھ یا آٹھ رکعت نفل بھی پڑھ کر کے مجموعی طور پر پانچ یا سات یا نو یا گیارہ رکعات بنا لیا کرو)۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے۔

فائدہ:

حدیث نمبر سترہ سو اڑتیس (۱۷۳۸) والا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

فَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ كَرِهَ إِفْرَادَ الْوِتْرِ حَتَّى يَكُونَ مَعَهُ شَفْعٌ عَلَى مَا قَدْ رَوَيْنَا قَبْلَ هَذَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ فَيَكُونُ ذَلِكَ تَطَوُّعًا قَبْلَ الْوِتْرِ وَفِي ذَلِكَ نَفْيُ الْوَاحِدَةِ أَنْ تَكُونَ وِتْرًا. وَيُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ عَلَى مَعْنَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ فِي التَّخْيِيرِ إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ إِبَاحَةُ الْوِتْرِ بِالْوَاحِدَةِ. فَقَدْ ثَبَتَ بِهَذِهِ الْآثَارِ الَّتِي رَوَيْنَاهَا ,عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْوِتْرَ أَكْثَرُ مِنْ رَكْعَةٍ ,وَلَمْ يُرْوَ فِي الرَّكْعَةِ شَيْءٌ وَتَأْوِيلُهُ يَحْتَمِلُ مَا قَدْ شَرَحْنَاهُ وَبَيَّنَّاهُ فِي مَوْضِعِهِ مِنْ هَذَا الْبَابِ۔

☆☆ پس اس میں احتمال ہے کہ آپ نے تنہا وتروں پر اکتفاء کرنے کو مکروہ خیال کیا حتیٰ کہ اس کے ساتھ جفت رکعات ہوں (یعنی وتروں سے پہلے چند جفت رکعات نوافل کی ہوں) جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے پس یہ وتروں سے پہلے نفل ہوئے اس میں ایک رکعت وتر پڑھنے کی نفی ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا وہی مطلب ہو جو ہم نے سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی روایت کے سلسلے میں ذکر کیا کہ انہیں (شروع شروع میں) اختیار دیا گیا تھا لیکن اس میں ایک وتر کا جواز نہیں ہے۔ پس ان احادیث سے جو ہم نے نبی علیہ السلام سے روایت کی

ہیں ثابت ہوا کہ وتر ایک رکعت سے زائد ہیں اور ایک رکعت کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی (صریح) چیز مروی نہیں البتہ تاویل میں اس بات کا احتمال ہے جو ہم نے اس باب میں اپنے مقام پر وضاحت سے بیان کی ہے۔

ثُمَّ أَرَدْنَا أَنْ نَلْتَمِسَ ذٰلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ فَوَجَدْنَا الْوِتْرَ لَا يَخْلُو مِنْ أَحَدِ وَجْهَيْنِ ,إِمَّا أَنْ يَكُونَ فَرْضًا أَوْ سُنَّةً ,فَإِنْ كَانَ فَرْضًا فَإِنَّا لَمْ نَرَ شَيْئًا مِنَ الْفَرَائِضِ إِلَّا عَلَى ثَلَاثَةِ أَوْجُهٍ ,فَمِنْهُ مَا هُوَ رَكْعَتَانِ ,وَمِنْهُ مَا هُوَ أَرْبَعٌ وَمِنْهُ مَا هُوَ ثَلَاثٌ ,وَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّ الْوِتْرَ لَا تَكُونُ اثْنَتَيْنِ وَلَا أَرْبَعًا. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ ثَلَاثٌ. هٰذَا إِذَا كَانَ فَرْضًا ,وَأَمَّا إِذَا كَانَ سُنَّةً ,فَإِنَّا لَمْ نَجِدْ شَيْئًا مِنَ السُّنَنِ إِلَّا وَلَهُ مِثْلٌ فِي الْفَرْضِ. مِنْ ذٰلِكَ الصَّلَاةُ مِنْهَا تَطَوُّعٌ ,وَمِنْهَا فَرْضٌ. وَمِنْ ذٰلِكَ :الصَّدَقَاتُ ,لَهَا أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ ,وَهُوَ الزَّكَاةُ. وَمِنْ ذٰلِكَ :الصِّيَامُ ,وَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ ,وَهُوَ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ وَمَا أَوْجَبَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْكَفَّارَاتِ. وَمِنْ ذٰلِكَ الْحَجُّ ,يُتَطَوَّعُ بِهِ ,وَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ ,وَهُوَ حَجَّةُ الْإِسْلَامِ. وَمِنْ ذٰلِكَ الْعُمْرَةُ ,يُتَطَوَّعُ بِهَا ,وَوُجُوبُهَا فِيهِ اخْتِلَافٌ سَنُبَيِّنُهُ فِي مَوْضِعِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى .

☆☆ پھر ہم نے غور و فکر سے اس بات کا حل تلاش کرنا چاہا تو دیکھا کہ وتر دو حال سے خالی نہیں ہے فرض ہوں گے یا سنت، اگر فرض ہوں تو ہم فرائض کو تین صورتوں میں دیکھتے ہیں بعض دو رکعات ہیں، بعض چار اور بعض تین رکعتیں ہیں اور اس بات پر سب کا اجماع ہے کہ وتر دو یا چار رکعات نہیں ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ تین رکعات ہیں یہ اس صورت میں ہے جب فرض ہوں اور اگر سنت ہوں تو ہم کسی سنت کو اس صورت میں نہیں پاتے کہ فرض میں اس کی مثال نہ ہو نماز میں سے کچھ نفل ہیں اور کچھ فرض، صدقات کے لیے بھی فرض میں اصل ہے اور وہ زکوٰۃ ہے، روزوں میں بھی فرض میں اصل ہے اور وہ رمضان المبارک کے روزے ہیں اور جو کفارات اللہ تعالیٰ نے واجب کیے ہیں اس سے حج ہے کہ وہ نفلی بھی ہوتا ہے لیکن اس کے لیے فرض اصل ہے اور وہ حج اسلام ہے اسی سے عمرہ ہے نفلاً بھی ادا کیا جاتا ہے اور اس میں واجب بھی ہے اگرچہ اس میں اختلاف ہے جسے ان شاء اللہ ہم اپنے مقام پر بیان کریں گے۔

وَمِنْ ذٰلِكَ الْعَتَاقُ ,لَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ ,وَهُوَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الْكِتَابِ مِنَ الْكَفَّارَاتِ وَالظِّهَارِ. فَكَانَتْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءُ كُلُّهَا يُتَطَوَّعُ بِهَا ,وَلَهَا أُصُولٌ فِي الْفَرْضِ ,فَلَمْ نَرَ شَيْئًا يُتَطَوَّعُ بِهِ ,إِلَّا وَلَهُ أَصْلٌ فِي الْفَرْضِ. وَقَدْ رَأَيْنَا أَشْيَاءَ هِيَ فَرْضٌ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِهَا. مِنْهَا الصَّلَاةُ عَلَى الْجِنَازَةِ وَهِيَ فَرْضٌ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِهَا وَلَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى مَيِّتٍ مَرَّتَيْنِ يَتَطَوَّعُ بِالْآخِرَةِ مِنْهُمَا. فَكَانَ الْفَرْضُ قَدْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ وَلَا يَجُوزُ أَنْ يُتَطَوَّعَ بِمِثْلِهِ. وَلَمْ نَرَ شَيْئًا يُتَطَوَّعُ بِهِ إِلَّا وَلَهُ مِثْلٌ فِي الْفَرْضِ ,مِنْهُ أُخِذَ ,وَكَانَ الْوِتْرُ يُتَطَوَّعُ بِهِ ,فَلَمْ يَجُزْ أَنْ يَكُونَ كَذٰلِكَ إِلَّا وَلَهُ مِثْلٌ فِي الْفَرْضِ ,وَالْفَرْضُ لَمْ نَجِدْ فِيهِ وِتْرًا إِلَّا ثَلَاثًا. فَثَبَتَ بِذٰلِكَ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ. هٰذَا هُوَ النَّظَرُ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ ,وَأَبِي يُوسُفَ ,وَمُحَمَّدٍ ,رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى. وَقَدْ رُوِيَ فِي ذٰلِكَ عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

☆☆اور اسی سے آزاد کرنا ہے اس کے لیے بھی فرض میں اصل ہے اور وہ جو اللہ رب العزت نے قرآن کریم نے فرض قرار دیا یعنی کفارے اور ظہار، پس یہ تمام چیزیں بطور نفل بھی ادا ہوتی ہیں اور ان کے لیے فرض میں بھی اصول ہیں اور ہم کسی ایسی چیز کو نہیں پاتے کہ اسے بطور نفل ادا کیا جاتا ہو لیکن فرض میں اس کی اصل نہ ہو، اور ہم دیکھتے ہیں کہ کئی امور فرض ہیں لیکن ان کو بطور نفل ادا کرنا جائز نہیں مثلاً نماز جنازہ ہے وہ فرض ہے لیکن بطور نفل ادا نہیں کیا جاسکتا اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ میت پر دوبار نماز جنازہ پڑھے یعنی دوسری بار نفلی ہو تو ایک چیز میں فرضیت ہوتی ہے لیکن اسے اس طرح نفل کی صورت میں ادا کرنا جائز نہیں ہوتا اور ہم ایسی کوئی چیز نہیں دیکھتے کہ وہ بطور نفل ادا ہو مگر اس کے لیے فرض میں مثال نہ ہو اور وتر بطور نفل (غیر فرض) ادا کیے جاتے ہیں پس جائز نہیں کہ وہ اس طرح ہوں اور فرض میں اس کی مثل نہ ہو اور فرض میں ہم وتر (طاق) صرف تین رکعات پاتے ہیں پس اس سے ثابت ہوا کہ وتر تین رکعات ہیں، یہی قیاس ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے اور اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یوں روایت کیا گیا ہے:

1740- مَا حَدَّثَنَا يُونُسُ ,قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ أَنَّ مَالِكًا حَدَّثَهُ. ح

1741- وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ,قَالَ :ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ,قَالَ :ثنا مَالِكٌ ,عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ ,عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ ,قَالَ: أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً. قَالَ :فَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِينَ حَتَّى يَعْتَمِدَ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُولِ الْقِيَامِ ,وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوعِ الْفَجْرِ .

☆☆محمد بن یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور قاری سو آیتیں پڑھتا تھا یہاں تک کہ ہم طویل قیام کے باعث لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے اور ہم صبح سے کچھ پہلے فارغ ہوتے تھے۔ (مؤطا الامام مالک: ۳۷۹)

تحقیق الحدیث:

اس روایت کے متن میں گیارہ رکعات کے الفاظ ضعیف اور وہم ہیں کیونکہ آئمہ محدثین نے اس روایت کے راوی امام مالک کے قول گیارہ رکعات کو وہم قرار دیا ہے۔ چنانچہ مشہور مالکی فقیہ اور عظیم محقق علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ م ۴۶۳ھ فرماتے ہیں:

ان الاغلب عندی ان قولہ احدی عشرۃ وھم۔ (الاستذکار لابن عبدالبر: ج ۲ ص ۶۹)

میرے نزدیک غالب گمان یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول گیارہ کعات وہم ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

وغیر مالک یخالفه فیقول فی موضع احدی وعشرون وهو الصحیح ولا اعلم احدا قال فی هذا الحدیث احدی عشرة رکعة غیر مالک۔(ایضاً)

امام مالک رحمہ اللہ کےعلاہ دیگر راویوں نے ان کی مخالفت کی ہے،اورانہوں نے اس حدیث میں تراویح کی اکیس رکعات نقل کی ہیں اور میں نہیں جانتا کہ امام مالک رحمہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے محدث نے گیارہ رکعات کا قول اس حدیث میں نقل کیا ہو۔اور پھر علامہ موصوف نے عہدعمر رضی اللہ عنہ سے متعلق بیس تراویح کی متعدد روایات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

وهذا کله یشهد بان الروایة باحدی عشرة وهم وغلط وان الصحیح ثلاث وعشرون واحدی وعشرون رکعة۔(الاستذکار :ج۲ص ۶۹)

یہ سب روایات اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ گیارہ رکعات الی روایت محض وہم اور غلط ہے،اورصحیح روایات وہی ہیں جن میں تیئیس اوراکیس رکعات کا ذکر ہے۔

اب علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ باوجود امام مالک رحمہ اللہ کے مقلد ہونے کے کھلے دل سے اس حقیقت کوتسلیم کرتے ہیں کہ اس حدیث میں گیارہ رکعات کا قول امام مالک رحمہ اللہ کا وہم اوران کا تفرد ہے۔فریق مخالف کے مشہور محقق محمد گوندلوی نے لکھا ہے کہ:

جس حدیث کی سند کے رجال ثقات ہوں ،بظاہر اس میں کوئی خرابی نہیں ہوتی لیکن کسی محدث کوکسی علت خفیہ (وہم وغیرہ۔ناقل) پراطلاع ہوجائے اوروہ کہے کہ اس میں علت ہےتو وہ معلل ہے۔(التحقیق الراسخ :ص۱۲)

نیزاس روایت کےتینوں راویوں (امام مالک رحمہ اللہ،سیدنا سائب بن یزیدرضی اللہ عنہ اورسیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کااپنا عمل بھی اس روایت کےخلاف ہے کیونکہ امام لک رحمہ اللہ بیس رکعات کے قائل تھےاورسیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اورسیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی بیس رکعات کے ساتھ قیام کرتے تھے جیسا کہ آگے آرہا ہے۔فریق مخالف کے مسلمہ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی تسلیم کرتے ہیں:

فلما جمعهم عمر رضی الله عنه علی ابی بن کعب رضی الله عنه کان یصلی بهم عشرین رکعة ثم یوتر بثلاث۔(مجموعة الفتاوی :ج۱۱ص ۵۲۰)

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کوحضرت ابی رضی اللہ عنہ کی امامت پرجمع کیا تو وہ ان کوبیس رکعات تراویح اورتین وتر پڑھاتے تھے۔

الغرض اس روایت کےتینوں راویوں کاعمل اپنی مروی روایت کے خلاف ہے حالانکہ اگرکسی روایت کے ایک راوی کاعمل بھی

اپنی مروی کے خلاف ثابت ہوجاہے تو وہ روایت فریق مخالف کے نزدیک نا قابل عمل ہوجاتی ہے اور منسوخ سمجھی جاتی ہے۔

چنانچہ فریق مخالف کے محقق ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

اگر راوی کا عمل اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی روایت قابل عمل نہ ہوگی۔ (انارۃ المصابیح ص ۲۹ بحوالہ التوضیح عن رکعات التراویح ص ۱۶۶)

فریق مخالف کے محقق نواب صدیق حسن صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مخالفت راوی از مروی دلیل است برآ نکہ راوی علم ناسخ دارد چہ حمل آں برسلامت واجب است'' (دلیل الطالب ۴۷۶ :)

راوی کا اپنی مروی روایت کے خلاف عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ راوی اس روایت کو منسوخ کر دینے والی روایت کا علم رکھتا ہے کیونکہ راوی کی عدالت کو سلامتی پر محمول کرنا واجب ہے۔

فریق مخالف کے محقق عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں کہ:

ائمہ اربعہ اور جمہور تین طلاق واقع ہونے کے قائل کیوں ہوئے۔؟ بڑی وجہ اس کی یہی ہے کہ راوی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث قول صحابی رضی اللہ عنہ کو بے دھڑک نہیں چھوڑتے۔ (فتاویٰ اہلحدیث ج ۱، ص ۵۰۴)

فریق مخالف کے محقق محمد گوندلوی صاحب لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا خود اپنی مروی عنہ کے خلاف عمل کرنا، اس کے صاف معنی یہی ہیں کہ یہ روایت قبل مشروعیت کی ہے۔ (التحقیق الراسخ ۱۳۲ :)

فریق مخالف کے محقق زبیر علی زئی صاحب ایک حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

یہ روایت شواہد کے ساتھ صحیح ہے لیکن راوی کے فتویٰ کی وجہ سے منسوخ ہے۔ (نصر الباری :ص ۲۸۶)

ان اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ فریق مخالف کے محققین کے بقول راوی کا اپنی مروی روایت کے خلاف عمل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ روایت قابل عمل نہیں بلکہ منسوخ ہے۔ لہٰذا اگر بالفرض مذکورہ روایت ثابت بھی ہو تو فریق مخالف کے اصول ضوابط کی روشنی میں یہ روایت قابل عمل نہیں بلکہ منسوخ ہے۔

مزید برآں اس روایت کے نا قابل استدلال ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کے متن میں اضطراب بھی ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ اس روایت کو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والے محمد بن یوسف مدنی ہیں جن سے اس روایت کو ان کے پانچ شاگردوں نے بیان کیا ہے :(۱) امام مالک رحمہ اللہ (۲) عبدالعزیز دراوردی رحمہ اللہ (جو کہ غیر

مقلدین کے نزدیک انتہائی ثقہ راوی ہیں)(۳) یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ(۴) محمد بن اسحاق رحمہ اللہ(جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک انتہائی ثقہ راوی ہیں)(۵) داؤد بن قیس رحمہ اللہ۔اوران پانچوں کی بیان کردہ روایات یوں ہیں:

(۱)۔محمد بن یوسف سے ان کے پہلے شاگرد امام مالک یوں نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں۔(مؤطا مالک :ص۹۸)

(۲)۔دوسرے شاگرد عبدالعزیز یوں نقل کرتے ہیں کہ : حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔(سنن سعید بن منصور بحوالہ الحاوی ج۱ ص۳۴۹)

(۳)۔تیسرے شاگرد یحییٰ بن القطان بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر لوگوں کو جمع فرمایا۔پس وہ دونوں گیارہ رکعتیں پڑھاتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ :ج۲ ص۲۸۳)

(۴)۔چوتھے شاگرد محمد بن اسحاق اپنے استاد کا بیان یوں نقل کرتے ہیں کہ: حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان المبارک میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔(قیام اللیل بحوالہ التعلیق الحسن :ص۲۰۳)

(۵)۔پانچویں شاگرد داود بن قیس جو امام عبدالرزاق کے استاذ ہیں، یوں بیان کرتے ہیں کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں اکیس رکعات پر جمع کیا تھا۔(مصنف عبدالرزاق :ج۴ ص۲۶۰)

اب محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات عدد اور کیفیت دونوں کے اعتبار سے ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

عدد کے اعتبار سے اختلاف یوں ہے کہ پہلے تین شاگرد تو گیارہ رکعات نقل کرتے ہیں اور چوتھے شاگرد محمد بن اسحاق تیرہ رکعت نقل کرتے ہیں جبکہ پانچویں شاگرد داؤد بن قیس کی روایت میں اکیس رکعات کا ذکر ہے۔یہ اختلاف تو ان پانچوں کی روایتوں میں تعداد رکعات کے اعتبار سے تھا اور کیفیت کے اعتبار سے بھی ان کے بیانات مختلف ہیں۔اور روایت میں ایسے ہی اختلاف کو اضطراب کہا جاتا ہے۔چنانچہ فریق مخالف کے محقق عبدالمنان نور پوری صاحب نے حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ:

مضطرب حدیث وہ ہے جس میں روایت مختلف ہو جائے چنانچہ کوئی اسے ایک طرح سے روایت کرے اور کوئی دوسرے طریقہ سے جو پہلے کے مخالف ہو۔(تعداد تراویح :ص۱۴۹ بحوالہ علوم الحدیث: ص۸۴)

اور مضطرب روایت قابل احتجاج نہیں ہے۔(تحقیق الکلام :ج۲ ص۷)

یہ ساری بات تو ''محمد بن یوسف عن السائب بن یزید'' کی روایت کے پانچوں طرق کے متعلق تھی لیکن اگر اس کے ساتھ یزید

بن خصیفہ جوحضرت سائب رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد اور محمد بن یوسف کے ہم استاذ ساتھی ہیں، کی روایت کو سامنے رکھا جائے تو پھر لامحالہ محمد بن یوسف کی روایت کے مقابلہ میں یزید بن خصیفہ کی روایت کو ترجیح ہوگی کیونکہ محمد بن یوسف کی روایت میں ان کے پانچوں شاگردوں کے بیانات میں شدید اختلافات ہین جس کی تفصیل آپ ملاحظہ کر چکے ہیں جبکہ یزید بن خصیفہ کی روایت میں ایسا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت یزید بن خصیفہ ان کے تینوں شاگرد (ابن ابی ذہب، محمد بن جعفر اور امام مالک) متفق اللفظ ہو کر نقل کرتے ہیں کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے تیسرے شاگرد اور محمد بن یوسف اور یزید بن خصیفہ کے ساتھی حارث بن عبدالرحمن بن ابی ذباب رحمہ اللہ کی روایت بھی یزید بن خصیفہ کی روایت کی مؤید ہے۔ کیونکہ اس میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رمانہ میں بیس رکعات تراویح تین رکعات وتر کے پڑھے جانے کا ذکر ہے۔

لہٰذا فریق مخالف کا یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبدالرحمن کی بے عیب اور غیر مضطرب روایات کے مقابلے میں محمد بو یوسف کی مضطرب روایت ک ترجیح دینا صریح زیادتی اور انصاف و دیانت سے بھی کوسوں دور ہے بالخصوص جب کہ یزید بن خصیفہ اور حارث کی روایات کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد سے متعلق دیگر آثار سے بھی ہوتی ہے جبکہ محمد بو یوسف کی روایات کی تائید میں ایک روایت بھی ایسی نہیں ہے جو ان کی روایات کی تقویت کا سبب بن سکے۔

فائدہ:

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ کا اس اثر کو نقل کرنے کا مقصد گیارہ رکعات سے استدلال کرنا ہرگز نہیں ہے کیونکہ اس اثر میں گیارہ رکعات کے الفاظ راوی کا وہم ہیں جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے بلکہ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ کا مقصد اس اثر سے تین رکعت وتر پر استدلال کرنا ہے اور وتروں کا ذکر دیگر روایات میں بھی صراحتاً آیا ہے مثلاً...

ا...... اخبرنا ابو طاهر الفقيه قال اخبرنا ابو عثمان البصری حدثنا ابو احمد بن عبدالوهاب قال اخبرنا خالد بن مخلد قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنی یزید بن خصیفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب رضی الله عنه بعشرین رکعة و الوتر۔ (معرفة السنن و الآثار للبیهقی : ج ۴ ص ۴۲)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم (نبی ﷺ کے صحابہ ؓ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بیس رکعات تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کرتے تھے۔

یہ حدیث بلحاظ سند بلا غبار صحیح و ثابت ہے۔ چنانچہ اس حدیث کی سند کو امام سبکی رحمہ اللہ نے ''شرح منہاج'' میں اور امام ملا علی

القاری رحمہ اللہ نے ''شرح مؤ طا'' میں صحیح قرار دیا ہے۔(تحفۃ الاحوذی :ج ۲ ص ۷۵)اس کے پہلے راوی ''امام ابو طاہر فقیہ محمد بن محمد بن محمش الزیادی رحمہ اللہ'' کے بارے میں امام ابو یعلی الموصلی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہ بالاتفاق ثقہ ہیں۔(الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث :ص ۴۰۱)فریق مخالف کے محقق زبیر علی زئی اور عبد الجلیل شھوانی نے بھی ابو طاہر کو ثقہ تسلیم کیا ہے۔(القول المتین :ص ۲۶،فتاوی اہلحدیث :ج ۱ ص ۵۱۱)اوراس حدیث کے دوسرے راوی امام ابوعثمان بصری رحمہ اللہ بھی مشہور ومعروف ثقہ محدث ہیں۔چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کو :الامام،القدوۃ،الزاہد اور الصالح جیسے القاب سے یاد کیا ہے ۔(سیر اعلام النبلاء :ج ۵ ص ۳۶۴)اسی طرح امام حاکم نیسابوری رحمہ اللہ نے بھی اپنے والد ماجد سے اس کی تعریف نقل کی ہے۔(ایضاً)اوراس حدیث کے باقی رواۃ بھی ثقہ ہیں۔لہٰذا یہ حدیث بلا غبار صحیح ہے۔

۲......عبدالرزاق عن الاسلمی عن الحارث بن عبدالرحمان ان ابن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال کنا ننصرف من القیام علی عهد عمر رضی اللہ عنه وقد دنا فروع الفجر وکان القیام علی عهد عمر رضی اللہ عنه ثلاثة وعشرین رکعة۔(مصنف عبدالرزاق :ج ۴ ص ۲۶۱)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قیام(تراویح)سے اس وقت فارغ ہو کر لوٹتے تھے جب طلوع فجر قریب ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں قیام(تراویح)کی تعداد تئیس رکعات تھی۔

یہ حدیث شواہدات اور مؤیدات کی بناء پر کم از کم حسن ہے۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هذا محمول علی ان الثلاث للوتر۔(الاستذکار ج ۲ ص ۶۹ ،التمهید :ج ۳ ص ۴۰۲)

یہ تئیس رکعات اس پر محمول ہیں کہ ان میں تین رکعات وتر کی تھیں۔

۳......اخبرنا ابو الحسین بن الفضل القطان ببغداد انا محمد بن احمد بن عیسیٰ بن عبدک الرازی ثنا ابو عامر عمرو بن تمیم ثنا احمد بن عبداللہ بن یونس ثنا حماد بن شعیب عن عطاء بن السائب عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی رضی اللہ عنه قال ودعاالقراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة ۔قال وکان علی رضی اللہ عنه یوتر بهم۔(السنن الکبری للبیهقی :ج ۲ ص ۴۹۶)

حضرت ابوعبدالرحمن سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں قاریوں کو بلایا اوران میں سے ایک کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات(تراویح)پڑھائے اوران کو وتر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھاتے تھے۔

یہ حدیث بلحاظ سند حسن ہے۔

۴۔۔۔۔۔۔عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانُوْا یَقُوْمُوْنَ عَلٰی عَھْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ شَھْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِیْنَ رَکْعَةً قَالَ وَکَانُوْا یَقْرَءُوْنَ بِالْمَئِیْنِ وَکَانُوْا یَتَوَکَّئُوْنَ عَلٰی عِصِیِّھِمْ فِیْ عَھْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مِنْ شِدَّةِ الْقِیَامِ۔رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَاِسْنَادُہُ صَحِیْحٌ۔(آثار السنن :۷۷۵)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعات (تراویح) کے ساتھ قیام کرتے تھے اور (قراء حضرات) سوسو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے۔اسے بیہقی (۴۲۸۸) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

یہ حدیث مسند ابن الجعد (۲۸۲۵) میں بھی موجود ہے اور یہ حدیث سند کے لحاظ سے انتہائی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں فریق مخالف کے بعض متحققین کا امام ابوعبداللہ حسین بن فنجویہ الدینوری رحمہ اللہ کو غیر موثق کہنا غلط ہے کیونکہ یہ مشہور ومعروف ثقہ محدث ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ اور امام زین الدین عراقی رحمہ اللہ نے محمد بن علی المعتصم الہاشمی کے ترجمہ میں ابن فنجویہ کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔(دیکھئے :لسان المیزان :ج۵ص۳۰۱،ذیل میزان الاعتدال : ص۳۱۱)

حافظ ابن ناصر بحوالہ امام سعد سمعانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ابو عبداللہ بن محمد بن فنجویہ الثقفی من اھل الدینور حافظ کبیر صنف مصنفات۔(توضیح المشتبہ :ج۴ص ۱۱۱)

حسین بن محمد بن فنجویہ ثقفی جو کہ اہل دینور میں سے ہیں، بہت بڑے حافظ الحدیث اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

الامام المحدث بقیة المشائخ۔(سیر اعلام النبلاء :۱۷/۳۸۳،۳۸۴)

امام شیرویہ اپنی تاریخ میں ابن فنجویہ کے بارے میں کہتے ہیں:

کان ثقة صدوقا ، کثیر التصانیف۔(ایضاً)

کہ یہ ثقہ، راست باز اور کثیر التصانیف تھے۔

علامہ ابن العماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابن فنجویہ ثقة مصنفا۔(شذرات الذہب :ج۳ص ۲۰۰)

کہ ابن فنجویہ ثقہ اور صاحب التصانیف ہیں۔

معلوم ہوا کہ ابن فنجو یہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں اور یہ حدیث بلحاظ سند بلاغبار صحیح ہے۔ چنانچہ متعدد محدثین مثلاً امام نووی رحمہ اللہ، امام سیوطی رحمہ اللہ، امام ابن العراقی رحمہ اللہ اور علامہ نیموی رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(آ ثار السنن مع التعلیق الحسن :ص ۲۵۱)

محدث جلیل امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔(البنایہ فی شرح الہدایہ :ج ۳ ص ۱۰۱)

فریق مخالف کے محقق ایوب صابر صاحب نے اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے:

اس حدیث کی سند بلاغبار صحیح ہے۔(تحقیق التراویح :ص ۵۱)

فریق مخالف کے اکابرین میں سے میاں غلام رسول صاحب نے اس حدیث کو مؤطا کی روایت پر راجح قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

جب امام ابن عبدالبر اور شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ عبدالحق اور صاحب کبیری نے بیہقی کی سند کو صحیح قرار دیا ہے اور اسی حدیث کو جمہور اپنی دلیل گردانتے ہیں اور اسناد صحیح کے لفظ سیاس کی صحت کو صراحت سے بیان کرتے ہیں تو یہ حدیث صحت اور قوت میں مؤطا کی حدیث سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے کیونکہ اس میں زیادت ہے (ج اصول حدیث کے لحاظ سے واجب القبول ہے)۔(رسالہ ینابیع ترجمہ رسالہ تراویح :ص ۴۲)

میاں غلام رسول صاحب کے اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحت اور قوت میں مؤطا کی روایت (جس میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے) سے زیادہ قوی ہے۔

اس حدیث کا آخری جملہ کہ لوگ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شدت قیام کی وجہ سے لاٹھیوں پر ٹیک لگاتے تھے، چونکہ بیس رکعات کے ضمن میں مروی ہے لہٰذا اس سے ظاہر یہی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کی طرح بیس رکعات تراویح ہی پڑھی جاتی تھیں، کیونکہ جب راوی حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعات کے پڑھے جانے کا ذکر کیا تو اب اگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس کے علاوہ کسی اور عدد پر عمل ہوتا تو آپ ضرور اس کو بھی ذکر فرماتے۔ پس راوی کا اس موقعہ پر سکوت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی عہد فاروقی کی طرح بیس تراویح ہی پڑھی جاتی تھیں۔

۵ ...... وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِيٌّ۔(آثار السنن :۷۷۸)

حضرت یزید بن رومان تابعی رحمہ اللہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ماہ رمضان میں تئیس رکعات (۲۰ تراویح اور ۳وتر) پڑھتے تھے۔ اسے مالک (ص ۴۰) نے روایت کیا ہے اوراس کی سند مرسل قوی ہے۔

یہ حدیث بلحاظ سند صحیح وثابت ہے البتہ مرسل معتضد ہے، مگر فریق مخالف کے محققین کو ارسال کا اعتراض کرنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ یہ حدیث مؤطا کی ہے اور مؤطا مالک کی تمام حدیثیں فریق مخالف کے محققین کے نزدیک صحیح ہیں۔ چنانچہ فریق مخالف کے محقق عبدالرحمن مبارکپوری صاحب اور میاں غلام رسول صاحب نے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے :

واتفق اهل الحديث على ان جميع مافيه صحيح على رأى مالك ومن وافقه واما على رأى غيره فليس فيه مرسل ولا منقطع الا قد اتصل السند به من طرق اخرى فلا جرم انها صحيحة من هذا الوجه۔ (مقدمه تحفة الاحوذى: ص ۳۰، رساله تراويح مع ترجمه ينابيع :ص ۴۱)

تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ مؤطا میں جتنی بھی روایات ہیں، وہ سب امام مالک رحمہ اللہ اوران کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔ رہے دوسرے حضرات (جو مرسل کو حجت نہیں مانتے۔ ناقل) تو ان کے نزدیک بھی مؤطا میں کوئی ایسی مرسل یا منقطع روایت نہیں جس کا دوسرے طریقوں سے اتصال ثابت نہ ہوتا ہو پس اس لحاظ سے بلاشبہ وہ (مرسل ومنقطع) روایات بھی صحیح ہیں۔

نیز غلام رسول صاحب کہتے ہیں:

صاحب کبیری نے جو یہ کہا ہے کہ یزید بن رومان کی حدیث منقطع ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے ''حجۃ اللہ البالغۃ'' میں فرمایا ہے تمام اہل حدیث کے اتفاق سے مؤطا کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ (رسالہ تراویح مع ترجمہ ینابیع : ص ۴۲)

فریق مخالف کے محقق محمد گوندلوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

ائمہ حدیث کا اتفاق ہے کہ مؤطا کی جملہ احادیث امام مالک رحمہ اللہ کے ہاں ضرور صحیح ہیں اوران کے ہم خیال بھی آپ سے ان کی صحت میں متفق ہیں اور جوان کے ہم نوا نہیں، اس قدر انہیں بھی تسلیم ہے کہ اس میں کوئی ایسی مرسل، منقطع نہین جو بسند مروی نہ ہو (مگر چند امورا کما ثبت بالتتبع) بلاشبہ اس حیثیت سے یہ بھی صحیح ہیں۔ (التحقیق الراسخ : ص ۱۶، ۱۷)

فریق مخالف کے محقق محمد قاسم خواجہ صاحب لکھتے ہیں:

مؤطا امام مالک جس کے متعلق شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: امام شافعی کا قول ہے یہ مؤطا کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب ہے

اورتمام اہل حدیث کااس پراتفاق ہے کہ اس کی تمام حدیثیں صحیح ہیں۔(حی علی الصلوۃ :ص ۱۸)

فریق مخالف کے محقق زبیرعلی زئی صاحب نے لکھا ہے:

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے اہل الحدیث سے نقل کیا ہے کہ مؤطا کی تمام احادیث صحیح ہیں۔(تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ :ص ۲۰)

الغرض جب فریق مخالف کے محققین کے نزدیک مؤطا کی تمام مرسل اور منقطع روایات صحیح ہیں تو پھر مؤطا کی مذکورہ مرسل روایت پر ان کااعتراض فضول ہے۔

۶ ......وَعَنْ یَحْییٰ بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِهِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً۔رَوَاهُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ فِیْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔(آثار السنن :۷۷۹)

حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ) کوحکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔اسے ابن ابی شیبۃ (ج ۳ص ۲۸۵) نے روایت کیا ہے اوراس کی سند مرسل قوی ہے۔

یہ روایت سند کے لحاظ سے اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے البتہ مرسل معتضد ہے۔

۷ ......وَعَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ قَالَ کَانَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَةِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً وَّیُوْتِرُ بِثَلاَثٍ۔اَخْرَجَهُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ فِیْ مُصَنَّفِهٖ وَاِسْنَادُهٗ مُرْسَلٌ قَوِیٌّ۔(آثار السنن :۷۸۰)

حضرت عبدالعزیز بن رفیع تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (عہد فاروقی میں) لوگوں کو مدینہ منورہ میں بیس رکعات (تراویح) اور تین وتر پڑھاتے تھے۔اسے ابوبکر بن ابی شیبہ (ج ۳ص ۲۸۵) نے روایت کیا ہے اوراس کی سند مرسل قوی ہے۔

اس روایت کی سند بالکل صحیح ہے اورمرسل معتضد ہے۔

مرسل معتضد اس مرسل کو کہتے ہیں کہ جس کی تائید کسی دوسری روایت سے ہورہی ہو یا اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا اکثر علماء نے عمل کیا ہو۔(مقدمہ شرح مسلم للنووی ص ۱۷ شرح نخبۃ الفکر ص ۵۱، زاد المعاد ج ۱، ص ۱۰۳) اورمرسل معتضد کو فریق مخالف کے محققین بھی حجت قرار دیتے ہیں مثلاً۔۔۔۔

فریق مخالف کے محقق عبدالرحمن مبارکپوری صاحب ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مرسل روایت کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ:

اگر یہ حدیث مرفوعاً غیر محفوظ اور مرسلاً محفوظ ہے تو بھی حجت ہے کیونکہ حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے اس کا اعتضاد ثابت ہے

اور مرسل معتضد کے حجت ہونے میں کوئی شبہ نہیں ۔(تحقیق الکلام ج ۱،ص ۹۵ مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان)
فریق مخالف کے محقق عبدالرؤف صاحب ایک روایت کے بارے لکھتے ہیں:
اگر اس بات کو نہ بھی تسلیم کیا جائے تب بھی مرسل حجت ہے کیونکہ اس کی تائید میں مرفوع صحیح روایات ہیں۔(القول المقبول :ص ۳۷۰)

فریق مخالف کے محقق عبداللہ روپڑی صاحب ''موسیٰ الجھنی'' کی مرسل روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:
یہ حدیث اگرچہ مرسل ہے لیکن اس کا اعتضا د دیگر طرق سے ثابت ہے لہٰذا مقبول ہے۔(فتاویٰ اہلحدیث ج ۱،ص ۳۱۱)
فریق مخالف کے مشہور مصنف صادق سیالکوٹی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:
گو یہ حدیث مرسل ہے لیکن دوسری مستند احادیث سے ملکر قوی ہوگئی ہے۔(صلوٰۃ الرسول ص ۱۸۸)
فریق مخالف کے محقق البانی صاحب نے مرسل طاؤس سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:
یہ مرسل معتضد ہے جو بالاتفاق حجت ہے۔(ارواء الغلیل :ج ۲،ص ۷۱)
زبیر علی زئی صاحب اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
محدث العصر، امام المحدثین شیخ ناصر الدین البانی کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرسل کا معتبر شاہد ہوتو وہ صحیح ہوتی ہے۔(حاشیہ عبادات میں بدعات :ص ۱۲۹)
فریق مخالف کے محقق شوکانی ایک مرسل روایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:
''وھذا وان کان مرسلا لکنہ معتضد بما سبق''(نیل الاوطار :ج ۳،ص ۳۴۹)
یہ روایت اگرچہ مرسل ہے لیکن سابقہ روایات سے معتضد اور مؤید ہے۔

۸.......وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ ثَلاَثاً وَّعِشْرِيْنَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ ۔رَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔(آثار السنن : ۷۸۱)
حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام) کو وتر سمیت تئیس (۲۳) رکعات تراویح ہی پڑھتے پایا ہے۔اسے ابن ابی شیبہ (ج ۲ ص ۲۸۵) نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔
یہ اثر بلحاظ سند کم از کم حسن ہے۔عبداللہ بن نمیر الہمد انی الکوفی رحمہ اللہ کتب صحاح ستہ کے اور عبدالملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ثقہ راوی ہیں۔اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ عظیم فقیہ اور جلیل القدر تابعی ہیں۔

ان آثار سے بھی واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعت وتر ہی پڑھا کرتے تھے، لہٰذا امام طحاوی رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا امام مالک کے اثر سے تین رکعات وتر پر استدلال درست ہے۔

فَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُمْ كَانُوا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ، لِأَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونُوا كَانُوا يُصَلُّونَ شَفْعًا وَاحِدًا ثُمَّ يَنْصَرِفُونَ عَلَيْهِ حَتَّى يَصِلُوهُ بِشَفْعٍ آخَرَ۔

☆☆ پس یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعات وتر پڑھتے تھے کیونکہ یہ جائز نہیں کہ وہ دو رکعتوں پر سلام پھیرتے ہوں بلکہ وہ دوسری دو رکعات بھی پڑھتے تھے۔

1742- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ ,قَالَ :أنا ابْنُ وَهْبٍ ,قَالَ :أَخْبَرَنِي عَمْرٌو ,عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ ,عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ ,قَالَ :دَفَنَّا أَبَا بَكْرٍ لَيْلًا ,فَقَالَ عُمَرُ :إِنِّي لَمْ أُوتِرْ ,فَقَامَ وَصَفَفْنَا وَرَائَهُ , فَصَلَّى بِنَا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ,لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔

☆☆ مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے۔ چنانچہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی اور انہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے اور سلام آخر میں ہی پھیرا۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث بلا غبار بلحاظ سند صحیح و ثابت ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی مسنون و افضل ہے، مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ایک ہزار چھ سو ستر (۱۶۷۰) کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

1743- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ، قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ، قَالَ :ثنا أَبُو خَلْدَةَ، قَالَ :سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْوِتْرِ، فَقَالَ :عَلَّمَنَا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَلَّمُونَا أَنَّ الْوِتْرَ مِثْلُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ ,غَيْرَ أَنَّا نَقْرَأُ فِي الثَّالِثَةِ ,فَهَذَا وِتْرُ اللَّيْلِ ,وَهَذَا وِتْرُ النَّهَارِ۔

☆☆ ابو خالدہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے ابو العالیہ (رحمہ اللہ) سے وتر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ: ''ہمیں محمد ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعلیم دی ہے کہ وتر مغرب کی نماز کی طرح (تین) ہیں مگر یہ کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں قراءت کرتے ہیں تو یہ رات کے وتر ہیں اور وہ دن کے وتر ہیں۔'' (شرح معانی الآثار ۱۷۴۳:)

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث بلحاظ سند صحیح و ثابت ہے۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک مغرب کی نماز کی طرح وتر بھی تین رکعت ہیں۔ باقی جن روایات میں وتروں کو مغرب کی نماز کے مشابہ بنانے سے روکا گیا ہے تو ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مغرب کی نماز کے تین فرض سے پہلے کوئی نفل نہیں پڑھے جاتے تو رات کی نماز میں مغرب کی نماز کی طرح صرف تین رکعات وتر پڑھنے پر اکتفاء نہ کرو بلکہ تین رکعت وتر سے پہلے دو رکعت یا چار رکعت نفل یعنی تہجد کی نماز بھی پڑھ لو، اگر تین رکعت وتر سے پہلے دو نفل بھی پڑھ لیے جائیں تو مجموعی طور پر پانچ رکعات بن جائیں گی اور اگر تین رکعت وتر سے پہلے چار رکعت نفل بھی پڑھ لیے جائیں تو مجموعی طور پر سات رکعات بن جائیں گی، مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ایک ہزار سات سو اڑتیس (۱۷۳۸) کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

1744 - حَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ الرَّقِّيُّ ,قَالَ :ثنا شُجَاعٌ, عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ, عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ, عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ ,قَالَ :الْوِتْرُ ثَلَاثٌ ,كَوِتْرِ النَّهَارِ ,صَلَاةِ الْمَغْرِبِ۔

☆☆ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ''وتر تین رکعت ہیں جیسا کہ دن کے وتر یعنی مغرب کی نماز ہے۔''

تخریج : یہ حدیث درج ذیل کتب میں موجود ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی ۹۴۲۰ :، السنن الکبری للبیہقی ۴۸۱۲ :، السنن الصغیر للبیہقی ۷۸۰ :، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح : ج ۳ ص ۹۴۰، الجوہر النقی :ج ۳ ص ۳۰۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اور متعدد شواہد پائے جاتے ہیں۔

فائدہ:

حدیث نمبر ایک ہزار سات سو اڑتیس (۱۷۳۸) کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

1745 - حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ, قَالَ :ثنا أَبُو حُذَيْفَةَ, قَالَ :ثنا سُفْيَانُ, عَنِ الْأَعْمَشِ, عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ, فَذَكَرَ مِثْلَهُ بِإِسْنَادِهِ۔

☆☆ یہی حدیث ایک دوسرے طریق کے ساتھ بھی اسی طرح منقول ہے۔

1746 - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ, قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ, قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ, عَنْ حُمَيْدٍ, عَنْ أَنَسٍ, رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ :

"الْوِتْرُ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ ,وَكَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ۔

☆☆ حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''وتر تین رکعات ہیں۔''اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ خود بھی تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۲۴ :)

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے شواہد پائے جاتے ہیں۔

1747- حَدَّثَنَا ابْنُ مَرْزُوقٍ, قَالَ :ثنا عَفَّانُ, قَالَ :ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ, قَالَ :ثنا ثَابِتٌ, قَالَ :صَلَّى بِي أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الْوِتْرَ أَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَأُمُّ وَلَدِهِ خَلْفَنَا ,ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ ,لَمْ يُسَلِّمْ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ,ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُعَلِّمَنِي۔

☆☆ ثابت رحمہ اللہ نے کہا: (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین رکعت وتر پڑھائے جب کہ میں ان کے دائیں طرف تھا اور ان کی ام ولد ہمارے پیچھے تھی، انہوں نے صرف آخر میں ہی سلام پھیرا۔ میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ مجھے وتر کا طریقہ سکھانا چاہتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۴۰ :)

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔

فائدہ:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ادا کرنا ہی افضل ہے، مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ایک ہزار چھ سو ستر (۱۶۷۰) ملاحظہ فرمائیں۔

1748- حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ, قَالَ :ثنا أَبُو عَاصِمٍ, عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ, عَنْ نَافِعٍ, وَالْمَقْبُرِيِّ, سَمِعَا مُعَاذًا الْقَارِئَ, يُسَلِّمُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ۔

☆☆ نافع رحمہ اللہ اور مقبری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا معاذ قاری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بعض دفعہ وتروں کی دو رکعتوں پر سلام پھیر لیا کرتے تھے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ تین رکعات وتر پڑھتے مگر دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کر لیا کرتے تھے لیکن واضح رہے کہ دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرنا افضل نہیں ہے بلکہ افضل اور مسنون یہ ہے کہ

تین رکعات وتر کوایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیا جائے اوران تین رکعات میں جدائی نہ کی جائے بلکہ تینوں کوایک ہی سلام کے ساتھ ادا کیا جائے ،اکثر امت کا عمل اسی پر چلا آ رہا ہے، چنانچہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دورکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے(سنن النسائی ۱۶۹۸ :،مؤ طا محمد ۲۶۶:)جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ دورکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے بعد پھیرتے تھے نیز مستدرک حاکم (۱۱۴۰) کی روایت میں اس حدیث کے آخر میں یہ بھی موجود ہے کہ: ''اورامیر المؤمنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وتر پڑھنے کا طریقہ بھی یہی تھا(یعنی تین رکعات وتر ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرتے تھے)اوران ہی سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ حاصل کیا ۔''اورمسند احمد بن حنبل (۲۵۲۲۳) کی حدیث میں بھی ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا کرتے اوران کے درمیان فاصلہ نہیں فرماتے تھے۔''

نیز مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم نے (سیدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ کورات کو دفن کیا تو (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وتر نہیں پڑھے۔چنانچہ (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہم نے ان کے پیچھے صف بنائی اورانہوں نے ہمیں تین رکعت وتر پڑھائے اورسلام آخر میں ہی پھیرا۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۲:)

ثابت رحمہ اللہ نے کہا: (سیدنا) انس رضی اللہ عنہ نے مجھے تین رکعت وتر پڑھائے جب کہ میں ان کے دائیں طرف تھااوران کی ام ولد ہمارے پیچھے تھی ،انہوں نے صرف آخر میں ہی سلام پھیرا۔میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ مجھے وتر کا طریقہ سکھانا چاہتے تھے۔(شرح معانی ال آ ثار ۱۷۴۷:،مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۴۰:)

ان صحیح احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ،سیدنا انس رضی اللہ عنہ اوردیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ہی پڑھا کرتے تھے۔پس ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر کوایک ہی سلام کے ساتھ ادا کرنا مسنون اورافضل ہے۔

مزید برآں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی} دوسری رکعت میں {قُلْ یَاأَیُّهَاالْکَافِرُوْنَ} اورتیسری رکعت میں {قُلْ هُوَ اللّٰهُ هُوَ اَحَد} پڑھا کرتے تھے ۔اورسلام آخر ہی میں پھیرتے تھے۔(سنن النسائی ۱۷۰۱ :)

یہ حدیث بھی بلااعتبار صحیح وثابت ہے۔سعید بن ابی عروبہ اورقتادہ کی دیگرراویوں نے متابعت کررکھی ہے۔(دیکھئے :سنن النسائی: ۱۶۹۹،سنن ابن ماجہ ۱۱۷۱:) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح ہے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے امام محمد بن نصر المروزی کے ایک غلط ،باطل ومردودقول کہ ''ہم نے کوئی ایسی صحیح صریح حدیث نہیں پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین وترایک سلام کے ساتھ پڑھے ہوں۔'' کومردودقرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بابت دوحدیثیں موجود ہیں جن میں

تین وتر ایک سلام کے ساتھ ہونے کی تصریح ہے، پھر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہ دو حدیثیں ذکر فرمائیں جن میں سے ایک مذکور حدیث بھی ہے۔ (دیکھئے : فتح الباری ۲ : /۶۱۱، نیز دیکھئے: عون المعبود شرح سنن ابی داود ۳ : /۱۸۲) معلوم ہوا کہ حافظ موصوف کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز متعدد غیر مقلدین جیسے ابوالاشبال شاغف، احمد مجتبیٰ اور ناصر الدین البانی وغیرہم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (حاشیۃ التعلیقات السلفیۃ ۲ : /۹۱ ۴، سنن النسائی بتحقیق الالبانی ۱۷۰۱:) غیر مقلدین کے محدثِ اعظم عبداللہ روپڑی نے بھی اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ (اہلحدیث کے امتیازی مسائل :ص ۸۸)

مزید برآں غیر مقلد محمد امین نے بھی ہے کہ:

''دیگر صحیح وایات سے اس حدیث کے مفہوم کی تائید ہوتی ہے اور یہ روایت معناً صحیح وقابل عمل ہے۔''

(ملخصاً: سنن النسائی بفوائد الامین

ج ۳ص ۸۰۸ح ۱۷۰۲:)

اس صحیح صریح حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں۔ نیز وتر کی ان تین رکعت میں سے دو رکعت کے بعد قعدہ بھی کیا جائے گا اور اس میں تشہد بھی پڑھا جائے گا چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث میں ہے کہ: '' کان یقول فی کل رکعتین التحیۃ'' رسول اللہ ﷺ دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم ۱۰۴۵ :) اس حدیث میں نبی ﷺ تمام نمازوں کا ضابطہ بیان فرمادیا گیا کہ ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیے۔

1749 - حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ :حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ يَحْيَى، عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ، قَالَ" : كَانَ مُعَاذٌ يَقْرَأُ لِلنَّاسِ فِي رَمَضَانَ فَكَانَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ ,يَفْصِلُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الثِّنْتَيْنِ بِالسَّلَامِ ,حَتَّى يَسْمَعَ مَنْ خَلْفَهُ تَسْلِيمَهُ. فَلَمَّا تُوُفِّيَ قَامَ لِلنَّاسِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ,فَأَوْتَرَ بِثَلَاثٍ ,لَمْ يُسَلِّمْ حَتَّى فَرَغَ مِنْهُنَّ. فَقَالَ لَهُ النَّاسُ :أَرَغِبْتَ عَنْ سُنَّةِ صَاحِبِكَ؟ فَقَالَ :لَا ,وَلَكِنْ إِنْ سَلَّمْتُ انْفَضَّ النَّاسُ"

☆☆ حنش صنعانی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ ماہِ رمضان میں لوگوں کو قرآن کریم سناتے تھے تو بعض دفعہ آپ ایک کے ساتھ وتر (طاق) بناتے اور اس کو اور دو رکعتوں کو سلام کے ساتھ جدا کرتے یہاں تک کہ پیچھے والا آپ کا سلام سن لیتا مگر جب ان کی وفات ہوگئی تو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو تین رکعت وتر پڑھائے اور تین رکعت مکمل ہونے سے پہلے سلام نہ پھیرا۔ اس پر کچھ لوگوں نے ان سے کہا : کیا آپ نے اپنے ساتھی کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے؟ تو فرمایا : نہیں لیکن اگر میں سلام پھیرتا تو لوگ بکھر جاتے۔

فائدہ:

حدیث نمبر ایک ہزار سات سو اڑتالیس (۱۷۴۸) کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

فَهٰؤُلَاءِ جَمِيعًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا يُوتِرُونَ بِثَلَاثٍ ,فَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ يُسَلِّمُ فِي الِاثْنَتَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ لَا يُسَلِّمُ. فَلَمَّا ثَبَتَ عَنْهُمْ أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ ,نَظَرْنَا فِي حُكْمِ التَّسْلِيمِ بَيْنَ الِاثْنَتَيْنِ مِنْهُنَّ ,كَيْفَ هُوَ؟ فَرَأَيْنَا التَّسْلِيمَ يَقْطَعُ الصَّلَاةَ وَيَخْرُجُ الْمُسْلِمُ بِهِ مِنْهَا ,حَتَّى يَكُونَ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ. وَقَدْ رَأَيْنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ مِنَ الْفَرْضِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُفْصَلَ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ بِسَلَامٍ. فَكَانَ النَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ كَذَلِكَ ,الْوِتْرُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُفْصَلَ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ بِسَلَامٍ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :فَإِنَّهُ قَدْ رُوِيَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ ,فَذَكَرَ:

☆☆ پس یہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تین وتر پڑھا کرتے تھے تاہم ان میں بعض دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر لیا کرتے تھے اور بعض نہ پھیرتے تھے پس جب ان سے ثابت ہوا کہ وتروں کی تین رکعتیں ہیں تو ہم نے دو رکعتوں کے بعد سلام کے بارے میں غور کیا کہ اس کی کیا صورت ہے تو ہم نے دیکھا کہ سلام نماز کو توڑ دیتا ہے اور سلام پھیرنے والا اس کے ذریعے نماز سے باہر آ جاتا ہے حتیٰ کہ وہ دوسری نماز میں ہوتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات پر اجماع و اتفاق کیا کہ فرض نماز کی رکعات کو سلام کے ذریعے الگ الگ کرنا مناسب نہیں تو قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ وتروں میں بھی اسی طرح ہو سلام کے ذریعے بعض کو بعض سے جدا کرنا مناسب نہیں۔ پس اگر کوئی آدمی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ وہ ایک رکعت کے ساتھ وتر (طاق) بناتے تھے اور وہ اس سلسلے میں یوں ذکر کرے:

1750- مَا حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرَةَ ,قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ ,قَالَ :ثنا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْخُزَاعِيُّ ,قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ ,عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التَّيْمِيِّ ,قَالَ :قُلْتُ :لَا يَغْلِبُنِي اللَّيْلَةَ عَلَى الْقِيَامِ أَحَدٌ ,فَقُمْتُ أُصَلِّي فَوَجَدْتُ حِسَّ رَجُلٍ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِي فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ ,فَتَنَحَّيْتُ لَهُ فَتَقَدَّمَ فَاسْتَفْتَحَ الْقُرْآنَ حَتَّى خَتَمَ ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ فَقُلْتُ :أَوْهَمَ الشَّيْخُ ,فَلَمَّا صَلَّى قُلْتُ :يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ,إِنَّمَا صَلَّيْتَ رَكْعَةً وَاحِدَةً ,فَقَالَ :أَجَلْ، هِيَ وِتْرِي۔

☆☆ سیدنا عبدالرحمن تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے جی) میں کہا کہ آج رات تہجد کے لیے کھڑا ہونے میں مجھ سے کوئی نہیں بڑھ سکتا، میں کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا، میں نے اپنے پیچھے کسی شخص کے پاؤں کی چاپ سنی تو وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے، میں ان کی خاطر ایک طرف ہو گیا، انہوں نے آگے بڑھ کر قرآن پاک شروع کیا۔ یہاں تک کہ پورا قرآن ختم کر لیا، پھر رکوع اور سجدہ کیا، میں نے کہا بوڑھے کو وہم ہو گیا ہے، جب وہ نماز پڑھ چکے، میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے تو ایک رکعت پڑھی ہے، انہوں نے کہا ہاں یہ میرے وتر ہیں۔

تحقیق الحدیث:

یہ اثر بلحاظ سند ضعیف ہے، اس کے ایک راوی ''ابو یحییٰ فلیح بن سلیمان بن ابو المغیرہ الخزاعی المدنی'' کی فضائل اور ترغیب وترہیب میں روایات تو لے جاسکتی ہیں مگر احکام میں اس کی روایات حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہیں۔

چنانچہ امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ م ۳۰۳ھ فرماتے ہیں:

'' **فلیح بن سلیمان لیس بالقوی** '' کہ فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے۔(سنن النسائی ۱۸۰۲:)

امام ابوزکریا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ م ۲۳۳ھ فرماتے ہیں کہ:

اس کی روایت کو حجت نہ بنایا جائے قابل اعتماد نہیں اس کی حدیث سے پرہیز کیا جائے۔(کتاب الجرح والتعدیل : ج ۳ ص ۸۵، میزان الاعتدال : ج ۲ ص ۳۳۶)

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

'' **لیس بالقوی** '' یہ قوی نہیں ہے۔(کتاب الجرح والتعدیل : ج ۳ ص ۸۵، میزان الاعتدال : ج ۲ ص ۳۳۶)

محدث ابوکامل مظفر بن مدرک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ تین آدمیوں کی حدیث سے پرہیز کیا جائے یعنی محمد بن طلحہ بن مصرف اور ایوب بن عتبہ اور فلیح بن سلیمان۔(میزان : ج ۳ ص ۶۷، وج ۲ ص ۳۳۶، ومقدمہ فتح الباری: ص ۴۳۹)

امام ابوداود رحمہ اللہ م ۲۷۵ھ فرماتے ہیں:

کہ اس حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے۔(میزان: ج ۳ ص ۶۷)

محدث آجری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

میں نے امام ابوداود کو کہا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عاصم بن عبیداللہ اور ابن عقیل اور فلیح بن سلیمان کی حدیث سے حجت نہ پکڑی جائے تو امام ابوداود رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے سچ فرمایا ہے۔(تہذیب : ج ۸ ص ۳۰۴)

امام حاکم ابواحمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:

فلیح محدثین کے نزدیک متین یعنی مضبوط نہیں ہے۔

امام علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عبدالحمید بن سلیمان اور فلیح بن سلیمان دونوں بھائی ضعیف ہیں۔

محدث ساجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

فلیح سچا ہے لیکن بھول جاتا ہے۔

محدث رملی رحمہ اللہ امام ابوداود رحمہ اللہ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ:

"**لیس بشیء**" یہ کچھ نہیں ہے۔(تہذیب: ج۸ ص ۳۰۴)

امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ م ۳۲۱ھ فرماتے ہیں:

فلیح بن سلیمان لیس معه من الاتقان ولا من الثبت فی الروایة کما مع الذی روی الحدیث وهو حماد بن سلمة عن ثابت البنانی۔(مشکل الآثار : ج۳ص ۳۰۴)

کہ فلیح بن سلیمان میں وہ مضبوطی وقوت نہیں روایت میں جو حماد بن سلمہ کو ثابت بنانی کی روایت میں حاصل ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ م ۸۵۲ھ فرماتے ہیں:

"**صدوق کثیر الخطاء**" کہ یہ سچا ہے لیکن روایت حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا ہے۔(تقریب: ص ۲۷۷)

یہی بات غیر مقلد عبدالرحمن مبارکپوری نے بھی کہی ہے۔(تحفۃ الاحوذی : ج۱ ص ۲۲۴ و ج۱ ص ۲۴۱)

بعض محدثین نے امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراض کیا ہے کہ فلیح بن سلیمان اس درجہ کا راوی نہیں تھا کہ وہ بخاری کی زینت بنتا۔اس لئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جواب میں لکھتے ہیں:

قلت لم یعتمد علیه البخاری علی مالک و ابن عیینة و اضر بهما و انما اخرج له احادیث اکثرها فی المناقب و بعضها فی الرقاق۔(مقدمه فتح الباری: ۴۳۵)

کہ میں کہتا ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا فلیح پر اعتماد ایسا نہیں جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ وسفیان بن عیینہ رحمہ اللہ وغیرہما پر ہے صرف چند حدیثیں صحیح بخاری میں اس کی ذکر کی ہیں اکثر تو مناقب میں ہیں اور بعض دل کو نرم کرنے والی چیزوں کے بیان میں ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

واصعب مارمی به ما ذکر عن ابن معین عن ابی کامل قال کنا نتهمه لانه تناول من اصحاب النبی ﷺ۔(میزان : ج۲ ص ۳۳۶)

اور بہت سخت الزام اس پر ہے جو امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ محدث ابو کامل رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ فلیح متہم ہے کیونکہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برائی بیان کرتا تھا۔

قِيلَ لَهُ :قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ عُثْمَانُ كَانَ يَفْصِلُ بَيْنَ شَفْعِهِ وَوِتْرِهِ فَيَكُونُ قَدْ صَلَّى شَفْعَهُ قَبْلَ ذَلِكَ ,ثُمَّ أَوْتَرَ فِي وَقْتِ مَا رَآهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ. وَفِي إِنْكَارِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فِعْلَ عُثْمَانَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْعَادَةَ الَّتِي قَدْ كَانَ جَرَى عَلَيْهَا قَبْلَ ذَلِكَ وَعَرَفَهَا عَلَى غَيْرِ مَا فَعَلَ عُثْمَانُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فَلَهُ صُحْبَةٌ. فَقَدْ دَخَلَ بِذَلِكَ هَذَا الْمَعْنَى فِي الْمَعْنَى الْأَوَّلِ. وَإِنِ احْتَجَّ فِي ذَلِكَ مُحْتَجٌّ بِمَا رُوِيَ عَنْ سَعْدٍ:

☆☆اس آدمی کو جواب میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے دو اور ایک کے درمیان فاصلہ کیا ہو اور ایک اس وقت ادا کر رہے ہوں جب عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کا انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے عبادت جاری تھی اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اسے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عمومی عمل کے خلاف پہچانتے تھے اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہیں۔ اس سے یہ مفہوم پہلے مفہوم میں داخل ہو گیا اور اگر اس سلسلے میں کوئی آدمی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے مروی روایت سے یوں احتجاج کرے:

1751- ,فَإِنَّهُ قَدْ حَدَّثَنَا يُونُسُ ,قَالَ :ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ ,قَالَ :ثنا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ ,عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ ,حَدَّثَهُمْ ,عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْأَشَجِّ ,عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ :شَهِدَ عِنْدِي مَنْ شِيبَ مِنْ آلِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ :,أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ"

☆☆سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک بوڑھے نے میرے سامنے گواہی دی کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ایک کے ساتھ اپنی نماز کو وترِ طاق) بنایا کرتے تھے۔

تحقیق الحدیث:

راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ سند ضعیف ہے۔

1752- حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ, قَالَ :ثنا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ, قَالَ :ثنا هُشَيْمٌ, قَالَ :ثنا حُصَيْنٌ, عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ, عَنْ أَبِيهِ :أَنَّهُ كَانَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ.

☆☆مصعب بن سعد رحمہ اللہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی نماز کو ایک کے ساتھ وتر (طاق) بناتے تھے۔(مصنف ابن ابی شیبۃ ۶۸۰۹ :الاوسط لابن المنذر ۲۶۵۶ :)

تحقیق الحدیث:

یہ اثر صحیح ہے۔

فائدہ:

دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے پہلے پڑھی گئی دو رکعات کے ساتھ مزید ایک رکعت کو ملا کر اپنی نماز کو وتر یعنی طاق بنالیا کرتے تھے، لہٰذا وتر تین ہی ہیں۔

1753 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خُزَيْمَةَ قَالَ :ثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ :ثنا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ قَالَ" : أَمَّنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ ,فَلَمَّا انْصَرَفَ ,تَنَحَّى فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ,فَصَلَّى رَكْعَةً فَاتَّبَعْتُهُ فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَقُلْتُ لَهُ :يَا أَبَا إِسْحَاقَ مَا هَذِهِ الرَّكْعَةُ؟ فَقَالَ :وِتْرٌ أَنَامُ عَلَيْهِ ,قَالَ عَمْرٌو :فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ فَقَالَ :كَانَ يُوتِرُ بِرَكْعَةٍ يَعْنِي سَعْدًا"

☆☆عبداللہ بن سلمہ (رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ہمیں عشاء کی امامت کرائی ، پھر جب (گھر سے) واپس ہوئے تو انہوں نے مسجد کے ایک کونہ میں ہو کر (دو رکعت کے ساتھ مزید) ایک رکعت پڑھی ، میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے ابو اسحاق! یہ ایک رکعت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: وتر ہیں، میں پڑھ کر سوجاتا ہوں، عمرو بن مرہ (جو کہ عبداللہ بن سلمہ کے اس حدیث میں شاگرد ہیں) نے کہا: میں نے یہ بات حضرت سعد کے بیٹے مصعب سے بیان کی تو انہوں نے بتایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اپنی نماز کو ایک کے ساتھ وتر (طاق) بنایا کرتے تھے۔

تحقیق الحدیث:

یہ اثر حسن ہے۔

فائدہ:

دیگر مفسر احادیث کی روشنی میں اس اثر کا مطلب بھی یہی ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پہلے پڑھی گئی دو رکعات کے ساتھ مزید ایک رکعت کو ملا کر اپنی نماز کو وتر یعنی طاق بنالیا کرتے تھے، لہٰذا وتر تین ہی ہیں۔

قِيلَ لَهُ :قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ سَعْدٌ فَعَلَ فِي ذَلِكَ مَا احْتَمَلَهُ مَا فَعَلَهُ عُثْمَانُ فِيمَا ذَكَرْنَا قَبْلَهُ. فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ :فَفِي حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ مَا يَدُلُّ عَلَى خِلَافِ ذَلِكَ لِأَنَّهُ قَالَ :صَلَّى بِنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ تَنَحَّى فَصَلَّى رَكْعَةً قِيلَ لَهُ :قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ الِانْصِرَافُ هُوَ الِانْصِرَافُ إِلَى مَنْزِلِهِ وَقَدْ صَلَّى قَبْلَ ذَلِكَ بَعْدَ انْصِرَافِهِ مِنْ صَلَاتِهِ۔

☆☆اس آدمی کو جواب میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ اس سلسلے میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا ہو جو احتمال ہم نے پہلے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے فعل کے متعلق ذکر کیا ہے۔ اور اگر کوئی آدمی کہے کہ عمرو بن مرہ رحمہ اللہ کی روایت میں اس کے خلاف پر دلالت پائی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے کہا کہ ہمیں نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو الگ ہو کر ایک رکعت ادا کی تو اس آدمی کو جواب میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے اس سے گھر کی طرف لوٹنا مراد ہو اور لوٹنے کے بعد وہ اس نماز سے پہلے

(دورکعات) نماز پڑھ چکے ہوں۔

1754- وَقَدْ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَيَّةَ ,قَالَ :ثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ :ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ عَامِرٍ ,قَالَ :كَانَ آلُ سَعْدٍ وَآلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ يُسَلِّمُونَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْوِتْرِ وَيُوتِرُونَ بِرَكْعَةٍ رَكْعَةٍ۔

☆☆ امام عامر (شعبی) رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے خاندان کے کچھ لوگ بعض دفعہ وتروں کی دو رکعتوں پر سلام پھیر لیا کرتے تھے اور پھر (مزید) ایک رکعت کے ساتھ وتر (طاق) بنا دیا کرتے تھے۔

تحقیق الحدیث:

یہ اثر صحیح ہے (وأخرجه ابن أبي شيبة (٣٦٤١٤))

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ بعض دفعہ یہ حضرات تین رکعات وتر پڑھتے مگر دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کر لیا کرتے تھے لیکن واضح رہے کہ دو رکعات اور ایک رکعت کے درمیان جدائی کرنا افضل نہیں ہے بلکہ افضل اور مسنون یہ ہے کہ تین رکعات وتر کو ایک سلام کے ساتھ ہی ادا کیا جائے اور ان تین رکعات میں جدائی نہ کی جائے، تفصیل کے لیے حدیث نمبر ایک ہزار سات سو اڑتالیس (١٧٤٨) کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

فَقَدْ بَيَّنَ الشَّعْبِيُّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ مَذْهَبَ آلِ سَعْدٍ فِي الْوِتْرِ ,وَهُمُ الْمُقْتَدُونَ بِسَعْدٍ ,الْمُتَّبِعُونَ لِفِعْلِهِ ,وَإِنَّ وِتْرَهُمُ الَّذِي كَانَ رَكْعَةً رَكْعَةً إِنَّمَا هُوَ وِتْرٌ بَعْدَ صَلَاةٍ ,قَدْ فَصَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا بِتَسْلِيمٍ .فَقَدْ عَادَ ذَلِكَ إِلَى قَوْلِ الَّذِينَ ذَهَبُوا إِلَى أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ۔

☆☆ پس اس حدیث میں امام شعبی رحمہ اللہ نے وتروں کے سلسلے میں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے خاندان کے کچھ افراد کا مذہب بیان کیا اور وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی اقتداء اور ان کے فعل کی اتباع میں کرتے تھے اور بلاشبہ ان کی ایک رکعت ایسی ہوتی تھی کہ اس سے پہلے شفعہ یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے (یعنی دو اور ایک رکعت کے درمیان سلام کے ذریعے تفریق ڈال دیتے تھے مگر وتر تین ہی پڑھتے تھے) پس یہ بھی ان ہی حضرات کے قول کی طرف لوٹتی ہے جن کے نزدیک وتر تین رکعات ہیں۔

1755- وَقَدْ حَدَّثَنَا بَكَّارٌ قَالَ :ثنا أَبُو دَاوُدَ قَالَ :ثنا حَمَّادٌ ,عَنْ حَمَّادٍ ,عَنْ إِبْرَاهِيمَ ,أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ عَابَ ذَلِكَ عَلَى سَعْدٍ۔

☆☆ امام ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اس فعل کو معیوب قرار دیا ہے۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث صحیح ہے، حماد رحمہ اللہ کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے متابعت کر رکھی ہے (کتاب ال آ ثار روایۃ الامام ابی یوسف ۳۰۶ :)
واضح رہے کہ اصول کے مطابق یہ حدیث حکماً متصل اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے تواتر کے ساتھ منقول ہے جیسا کہ ترکِ رفع یدین کے مسئلہ میں اس پر بحث گزر چکی ہے۔

فائدہ:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فعل کو معیوب سمجھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وتروں کی تین رکعات میں دو رکعتوں اور ایک رکعت کے درمیان سلام کے ذریعے فاصلہ ڈالنا افضل و مسنون نہیں ہے بلکہ افضل وسنت یہ ہے کہ وتر کی تینوں رکعات ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی جائیں ،مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ایک ہزار سات سو اڑتالیس (۱۷۴۸) کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

وَمُحَالٌ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ عَبْدُ اللّٰهِ عَابَ ذٰلِكَ عَلَى سَعْدٍ مَعَ نُبْلِ سَعْدٍ وَعِلْمِهِ إِلَّا لِمَعْنًى قَدْ ثَبَتَ عِنْدَهُ ,وَهُوَ أَوْلَى مِنْ فِعْلِهِ ,وَلَوْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِنَّمَا خَالَفَهُ بِرَأْيِهِ لَمَا كَانَ رَأْيُهُ أَوْلَى مِنْ رَأْيِ سَعْدٍ ,وَلَمَا عَابَ ذٰلِكَ عَلَى سَعْدٍ ,إِذَا كَانَ مَا أَخَذَ ذٰلِكَ مِنْهُ هُوَ الرَّأْيُ ,وَلٰكِنِ الَّذِي عَلِمَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِمَّا خَالَفَ فِعْلَ سَعْدٍ فِي ذٰلِكَ هُوَ غَيْرُ الرَّأْيِ. وَإِنِ احْتَجَّ فِي ذٰلِكَ:

☆☆ اور ہمارے نزدیک یہ بات ممکن ہی نہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر و صاحبِ علم وفضل صحابی کے فعل کو محض اپنی ذاتی رائے کی وجہ سے معیوب سمجھا ہو مگر یہ ایسی صورت میں ہی ہوسکتا ہے کہ جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایسی بات ثابت ہوئی ہو جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فعل کے خلاف تھی، اور اگر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے ان کی مخالفت کرتے تو ان کی رائے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی رائے سے زیادہ بہتر نہ ہوتی بلکہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے فعل کے خلاف جو کچھ جانا وہ محض ان کی رائے نہ تھی (بلکہ مدلل بات تھی)۔اور اگر وہ اس سلسلے میں درج ذیل روایت سے احتجاج کرے :

1756- بِمَا حَدَّثَنَا فَهْدٌ ,قَالَ :ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ,عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ ,عَنْ أَبِي عُبَيْدِ اللّٰهِ ,قَالَ :رَأَيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ وَفَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَدْخُلُونَ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ فَيَتَنَحَّوْنَ إِلَى بَعْضِ السَّوَارِي فَيُوتِرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِرَكْعَةٍ ثُمَّ يَدْخُلُونَ مَعَ النَّاسِ فِي الصَّلَاةِ۔

☆☆ ابوعبیداللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے ایک دفعہ ابو درداء، فضالہ بن عبید اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کو دیکھا وہ مسجد میں داخل ہو رہے تھے اور لوگ صبح کی نماز میں تھے تو انہوں نے بعض ستونوں کی طرف الگ ہو کر ایک ایک رکعت کے ساتھ اپنی

نماز کو وتر (طاق) بنایا اور پھر وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوئے۔

فائدہ:

مطلب یہ ہے کہ ان حضرات نے دو رکعات کے ساتھ مزید ایک ایک رکعت کو ملا کر اپنی نماز کو وتر یعنی طاق بنا ڈالا، لہٰذا وتر تین ہی ہیں۔

قِيلَ لَهُ :قَدْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ كَانَ مِنْهُمْ بَعْدَمَا كَانُوا صَلَّوْا فِي بُيُوتِهِمْ أَشْفَاعًا كَثِيرَةً؟ فَكَانَ ذَلِكَ الَّذِي صَلَّوْا فِي بُيُوتِهِمْ هُوَ الشَّفْعَ وَمَا صَلَّوْا فِي الْمَسْجِدِ هُوَ الْوِتْرَ فَيَعُودُ ذَلِكَ أَيْضًا إِلَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ۔

☆☆اس کو جواب میں کہا جائے گا کہ ممکن ہے کہ ان حضرات نے اس سے پہلے اپنے اپنے گھروں میں دو دو رکعت کے ساتھ متعدد رکعات ادا کی ہوں تو جو کچھ انہوں نے اپنے گھروں میں پڑھا وہ جفت ہیں اور جو کچھ مسجد میں پڑھا وہ وتر یعنی طاق ہیں یہ بھی اس بات کی طرف لوٹے گا کہ وتر تین ہیں۔

1757- وَقَدْ حَدَّثَنَا رَبِيعُ الْمُؤَذِّنُ ,قَالَ :ثنا ابْنُ وَهْبٍ ,قَالَ :أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ ,عَنْ أَبِيهِ ,قَالَ :أَثْبَتَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْوِتْرَ بِالْمَدِينَةِ بِقَوْلِ الْفُقَهَاءِ ثَلَاثًا ,لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔

☆☆ابوالزناد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ (سیدنا) عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے مدینہ منورہ میں فقہاء کرام رحمہ اللہ کے قول کے مطابق تین رکعت وتر کو برقرار رکھا بایں طور پر کہ سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔

تحقیق الحدیث:

یہ اثر شواہدات اور مؤیدات کی بناء پر حسن ہے۔

1758- حَدَّثَنَا أَبُو الْعَوَّامِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْمُرَادِيُّ قَالَ :ثنا خَالِدُ بْنُ نِزَارٍ الْأَيْلِيُّ، قَالَ :ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ السَّبْعَةِ، سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ,وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ,وَالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ,وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ , وَخَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ ,وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ,وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ,فِي مَشْيَخَةٍ سِوَاهُمْ أَهْلِ فِقْهٍ وَصَلَاحٍ وَفَضْلٍ وَرُبَّمَا اخْتَلَفُوا فِي الشَّيْءِ فَأَخَذَ بِقَوْلِ أَكْثَرِهِمْ وَأَفْضَلِهِمْ رَأْيًا .فَكَانَ مِمَّا وَعَيْتُ عَنْهُمْ عَلَى هَذِهِ الصِّفَةِ :أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔

☆☆ابوالزناد (رحمہ اللہ) نے ساتوں حضرات یعنی سعید بن مسیب رحمہ اللہ، عروہ بن زبیر رحمہ اللہ، قاسم بن محمد رحمہ اللہ، ابوبکر بن عبدالرحمن رحمہ اللہ، خارجہ بن زید رحمہ اللہ، عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ اور سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے ان کے علاوہ فقیہ، اہل صلاح وفضل والے اور کئی شیوخ سے روایت کی، اور کبھی وہ کسی چیز میں اختلاف کرتے تو ان میں سے اکثریت اور بسا اوقات بہترین رائے والے شخص کے قول پر عمل کیا جاتا تو جو باتیں میں نے ان حضرات سے مذکورہ طریقہ کے مطابق اخذ کیں ان میں سے ایک

بات یہ ہے کہ وتر تین رکعت ہیں سلام صرف ان کے آخر میں ہی پھیرا جائے۔

تحقیق الحدیث:

یہ حدیث شواہدات اور مؤیدات کی بناء پر حسن ہے، امام طحاوی رحمہ اللہ کے شیخ "ابوالعوام محمد بن عبداللہ بن عبدالجبار بن نصر رحمہ اللہ" کو امام ابوالفداء زین الدین قاسم بن قطلو بغا رحمہ اللہ م ۸۷۹ھ نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے (الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ ۱۰۰۱۰ :)۔

فَهَذَا مَنْ ذَكَرْنَا مِنْ فُقَهَاءِ الْمَدِينَةِ وَعُلَمَائِهِمْ قَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ ,وَتَابَعَهُمْ عَلَى ذَلِكَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ,وَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ مُنْكِرٌ سِوَاهُمْ وَقَدْ عَلِمَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ مَا كَانَ مِنْ وِتْرِ سَعْدٍ ,فَأَفْتَى بِغَيْرِهِ ,وَرَآهُ أَوْلَى مِنْهُ وَقَدْ أَفْتَى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ بِذَلِكَ أَيْضًا ,وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الزُّهْرِيُّ وَابْنُهُ هِشَامٌ فِي الْوِتْرِ مَا قَدْ تَقَدَّمَتْ رِوَايَتُنَا لَهُ فِي هَذَا الْبَابِ. فَهَذَا عِنْدَنَا مِمَّا لَا يَنْبَغِي خِلَافُهُ لِمَا قَدْ شَهِدَ لَهُ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ فِعْلِ أَصْحَابِهِ ,وَأَقْوَالِ أَكْثَرِهِمْ مِنْ بَعْدِهِ ثُمَّ اتَّفَقَ عَلَيْهِ تَابِعُوهُمْ۔

☆☆ پس یہ جو کچھ ہم نے مدینہ منورہ کے فقہاء اور علماء سے ذکر کیا کہ ان کا تین رکعات وتروں پر اجماع ہے اور صرف ان کے آخر میں ہی سلام پھیرا جائے، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بھی اس سلسلے میں ان کی اتباع وتقلید کی ہے، ان کے علاوہ کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے وتروں کے بارے میں جانا لیکن اس کے غیر کے ساتھ فتوی دیا اور اسے اس کے مقابلے میں بہتر جانا۔ عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بھی اس کے ساتھ فتویٰ دیا۔ ان سے زہری رحمہ اللہ اور ان کے بیٹے ہشام رحمہ اللہ نے وتروں کے بارے میں وہ بات بیان کی جو ہم نے اس سے پہلے اس باب میں بیان کیا ہے۔ پس ہمارے نزدیک بات یہ ہے اور اس کی مخالفت مناسب نہیں کیونکہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی احادیث پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اور بعد والوں کی اکثریت کے اقوال گواہ ہیں اور پھر ان کے متبعین اور مقلدین نے اس پر اتفاق کیا۔

....